نظم العقائد النسفية

عربي - اردو



النظم العربي

المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمد والعمر

النظم الاردو

الشيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي

حفظهما الله تعالى

اعتنى بالترتيب والمراجعة والطبعة

المفتي محمد اسلم رضا الشيواني الميمني حفظه الله

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

نظم العقائد النسفية

عربي - اردو

النظم العربي

المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمد والعمر

النظم الاردو

الشيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي

حفظهما الله تعالى

اعتنى بالترتيب والمراجعة والطبعة

المفتي محمد اسلم رضا الشيواني الميمني حفظه الله

أهل السنة
لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

الموضوع: العقيدة الإسلاميّة
العنوان: "نظم العقيدة النَسَفيّة"
متن النَّسَفية: الإمام أبو حفص عمر النَّسَفي
النظم العربي: الشيخ إبراهيم الحمدُو العمر الحلَبي
النظم الأردو: الشيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي
تنفيذ العمل والإشراف الطباعي:
دار أهل السنّة، كراتشي - باكستان
عدد الصفحات: ١٢٠ صفحات
قياس الصفحة: ٣٦/١٦ × ٢٣
عدد النُّسخ: ١١٠٠ نسخة

: dar_sunnah@yahoo.com
: 00971 55 942 1541
يطلب من: المكتبة الغوثية كراتشي - باكستان

دار أهل السنّة للتحقيق الكتب والطباعة والنشر

الطبعة الثانية
١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م

ISBN 978-969-7833-00-9

إهداء

إلى مَن علّمَنا حقيقةَ التوحيد، وفهّمنا أصولَ العقيدة

الصّحيحة، وأرشدَنا إلى حكمة الشّريعة،

مُعلي منارةِ العِلم في حلَب الشَّهباء

سيّدي العارف بالله

الشيخ محمد بن أحمد النَّبهان الحلَبي رضي الله تعالى عنه

عرضِ ناشر

الحمد لله، والصّلاةُ والسّلامُ على سيّدنا رسول الله، وعلى آله وصحبه ومَن والاه، وبعد:

یہ بات معروف ہے کہ دنیا بھر میں پائے جانے والے نظامِ تعلیم باہم مختلف ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی جگہ کچھ خصوصیت واَہمیت بھی ہے۔ نیز مختلف بلاد میں اپنے اپنے نصابِ تعلیم کی کیا اَہمیت ہے، اور مختلف شعبہ جات کے اعتبار سے اُس فن (یعنی نصابِ تعلیم) کے ماہرین کی آراء کو کیا اَہمیت حاصل ہے، یہ بات بھی ہر ذی شعور انسان جانتا ہے۔ دنیا بھر کے انہی نظاموں میں سے ایک نظامِ تعلیم "درسِ نظامی" کے نام سے بھی جانا پہچانا جاتا ہے، جسے عام فہم زبان میں عالم کورس، یا علومِ اسلامیہ، یا علومِ شرعیّہ کورس کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔

برِ صغیر پاک وہند میں یہ نظام "درسِ نظامی" کے نام سے معروف ہے، جبکہ دیگر بلادِ اسلامیہ میں اِسے دِراسۂ اسلامیہ، یا دراسۂ شرعیّہ کہا جاتا ہے، اور ہمارا تعلق بھی علومِ شرعیّہ سے ہے، جہاں عقیدۂ اسلامیہ، لغتِ عربیہ، قرآن، حدیث، اصولِ قرآن، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ اور منطق وفلسفہ وغیرہا موضوعات پر کتب کو داخلِ نصاب رکھا جاتا ہے۔ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ ہر ملک میں وہاں کے علماء اور طلبہ کی ضرورت وسہولت کے پیشِ نظر وہاں کے منہجِ تعلیم (یعنی نصابِ تعلیم) کو مرتّب کیا جاتا ہے۔

پاک وہند سے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب یمن ، بغداد شریف، اور ملکِ شام میں طالب علمی کا شرف حاصل ہوا، تو وہاں کے نظامِ تعلیم میں کئی حیثیتوں سے ہمارے نظام کے مقابل فرق پایا، انہی فُروق میں سے ایک بہت ہی امتیازی چیز جو سامنے آئی، وہ یہ تھی کہ وہاں بعض مدارس یا بعض افراد کو مختلف علوم وفنون کے متن کو ازبر وحفظ کرتے کراتے دیکھا۔ جب وہاں کے ماہرینِ تعلیمات سے دَورانِ گفتگو اس بات کا علم ہوا، کہ کسی بھی فن کا متن حفظ کرنے کے بڑے فائدے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ: متن حفظ کرنے والا طالبِ علم بعد میں جب اساتذۂ کرام کی بارگاہ سے، اُس فن کی مفصّل کتب کا درس لیتا ہے، تو اگرچہ تفصیلات یاد نہ رہیں، تب بھی جب جب صرف متن کو دہرائے گا، ان شاء اللہ العزیز ساری تفصیلات جو پڑھی تھیں، خود بخود ذہن میں تازہ ہوتی چلی جائیں گی۔

نیز اَسلافِ کرام کی سیرت میں بھی ہمیں ان حضراتِ قدسیہ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک امتیازی پہلو واضح نظر آتا ہے، کہ مختلف مُتون وکتبِ احادیث کو یہ حضرات یاد کر لیا کرتے تھے۔ لہذا اَسلاف کرام کی اسی سنّت کو زندہ کرنے کے لیے، اور اپنے مُعاشرے کے طلبہ کو جو مستقبل کے معمارِ قوم ہیں، ان کے فائدہ واستفادہ کی خاطر دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی، کہ پاک وہند میں بھی طریقۂ تعلیم کے اس پہلو کو رَواج دیا جائے، اور کم از کم ضروری اور بنیادی علوم وفنون کے متون طلبہ کو حفظ کروا دیے جائیں، پھر اس کے بعد انہی علوم وفنون کی شُروح وتفصیلات کی جانب طلبہ کو تیار کیا جائے۔ مثلاً علمِ نحو کا ایک متن یاد کروا دیا جائے، انہی متون میں ایک "منظومہ شَبراویہ" بھی ہے اور

ایک "متن اُجرومیہ" بھی، اسی طرح اصول حدیث میں "منظومۃ بَیقونیہ" ہے، اسی طرح فقہ، اور منطق وغیرہ میں بھی کچھ متون پائے جاتے ہیں، جنہیں حفظ کیا جا سکتا ہے۔

"عقائد نسَفیہ" چونکہ پاک وہند میں درسِ نظامی کے نصاب میں داخل کتاب ہے، اس کا متن بھی بہت عمدہ ومعروف ہے، مگر ہماری نظر میں اس متن کا کوئی منظوم مطبوع نہیں تھا، اور حفظ کرنے کے لیے نظم بنسبت نثر آسان ہوتی ہے، لہذا ہم نے اپنے ایک مخلص دوست شیخ ابراہیم علی الحمدُو العمر حفظہ اللہ تعالیٰ، جو متحدہ عرب امارات کے دار الحکومت ابوظبی کے سرکاری فتوی سینٹر میں منصبِ اِفتاء پر فائز ہیں، ان کا تعلق بلادِ شام کے شہر حلب سے ہے، ان سے درخواست کی کہ آپ اگر "متن نسفیہ" کو لباسِ نظم سے مزیّن کردیں، تو بڑی نوازش بھی ہوگی، اور آپ کے لیے صدقۂ جاریہ کا سبب بھی ہوگا، چنانچہ شیخ ابراہیم حلبی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس درخواست کو شرفِ قبول بخشا، اور بڑی محنتِ شاقہ سے "عقائدِ نسَفیہ" کے متن کو عربی نظم میں منتقل کردیا، اللہ تعالی دنیاوآخرت میں انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے!۔

پھر جب وہ منظوم ۲۰۱۷ء میں "ادارۂ اہل سنّت" کراچی کے تعاون سے "دار الصالح" قاہرہ مصر سے طبع ہوا، تب خیال گزرا کہ کیوں نہ اس عربی منظوم کے ساتھ ساتھ اصل متن "عقائد نسَفیہ" کی اردو نظم بنانے کے لیے بھی کسی اچھے شاعر کی خدمت میں گزارش کی جائے، جو نہ صرف شاعر ہو، بلکہ عالم وواقفِ درسیات بھی ہو۔ اس سلسلے میں ہمارے انتہائی محترم وعزیز دوست ڈاکٹر انوار احمد بغدادی صاحب

حفظہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کیا، تو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس کام کے لیے شاعرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ کیا جائے؛ کہ آج کل ہند و پاک میں ان کی شاعری کا خوب چرچا ہے، مولانا موصوف چونکہ مسقط عُمان میں مقیم ہیں، لہذا ڈاکٹر صاحب کی وساطت سے جب مولانا موصوف سے اس سلسلے میں رابطہ کیا، تو انہوں نے ہماری اس درخواست کو بخوشی قبول فرمایا، اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ فی الحال کچھ مصروفیات ہیں، جیسے ہی ان سے فراغت ملتی ہے، ان شاء اللہ اس کام کو انجام دیتا ہوں۔ پھر مولانا موصوف نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس کام کو شروع کیا، اور بحسن و خوبی انجام تک پہنچایا۔ اللہ تعالی انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی سعیٔ جمیل کو مشکور فرمائے!۔

اس کے بعد مرحلہ تھا عربی اردو منظوم کی تصحیح و تدقیق کا، اور چونکہ مُعاملہ تھا درسیات کا، لہذا ضروری سمجھا کہ اِسے ماہر اساتذہ کی نگاہِ دقیق سے بھی شرف حاصل ہو جائے، چنانچہ ہم نے حضرت قبلہ استاذ العلماء علّامہ محمد احمد مصباحی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (جامعہ اشرفیہ مبارکپور، ہندوستان) اور تنظیم المدارس اہل سنّت پاکستان کے نصابی و امتحانی بورڈ کے رکن رکین، بانی و مہتمم "جامعہ نضرۃ العلوم" کراچی، حضرت علّامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی۔ ان دونوں حضرات نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہماری درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازا، انتہائی دقّتِ نظری سے بہت غور و فکر، اور خوب توجہ کے ساتھ اصلاحات بھی کیں، اور ہماری سرپرستی کرتے ہوئے کئی مفید مشورے بھی دیے۔ اللہ تعالی عالَمِ

اسلام پر ان حضرات کا سایہ سلامت رکھے، ان کو مزید دین ودنیا میں خوب برکتیں اور رحمتیں نصیب فرمائے، اور ان کی عمدہ ترین دینی خدمات کے بہترین اثرات ان کی نسلوں میں بھی جاری وساری فرمائے!۔

پروردگارِ عالَم کی بارگاہ میں دعاہے، کہ ہماری اس چھوٹی سی خدمت کو اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرمالے، ہماری نیتوں میں اخلاص نصیب فرمائے، اور اس خدمت کے بہترین اثرات ہماری قوم کے بچوں میں ظاہر فرمائے، آمین بجاہ حبیبہ الکریم! وصلّی الله تعالى على خير خلقه، ونور عرشه، سيّدنا ومولانا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگوودعاجو / خادِمِ علم شریف

محمد اسلم رضا میمن تحسینی شیوانی

۱۵شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ/۲مئی۲۰۱۸م

مُقَدِّمَة

صاحب الفضيلة، الدّاعية الإسلامي الكبير، وخطيب حلَب الشّهير، مدير معهد "دار نهضة العلوم الشّرعية - النَبهانيّة" سعادة الشّيخ الدكتور **محمود ناصر حُوت** حفظه الله

الحمد لله المبدِئ المعيد، الفعّال لما يُريد، ذي العرش المجيد، المنعِم على عِباده بعقيدةِ التوحيد، والصّلاةُ والسّلامُ على مَن أكرمه اللهُ بالتأييد والتسديد، صاحب الأمر الرَّشيد، سيّدنا محمدٍ بن عبد الله، وعلى آله وصحبِه ومَن والاه، وبعد:

فإنّ علمَ التوحيد هو أشرَف العلوم وأسماها، وأعظم المعارف وأعلاها، وهو الحصنُ الحصِين لحراسة العقيدة الإسلامية، وحفظها من تشويشات المبتدِعين والملحِدين الضّالّين، وقد قيّض اللهُ لهذه الأمّة منذ فجرِ وُجودها، مَن يحرس لها عقيدتَها، ويصُون لها إيمانَها، ويحفظ لها دينَها، وبخاصّةٍ لما نشأتْ فِرقٌ من المَلاحدة والفلاسفة، راحوا ينعقون بضلالاتهم، ليُشوِّشوا على العوام عقيدتَهم في ذات الله وصفاتِه، فشمر علماءُ السّلَف -رضوان الله عليهم- عن سواعدهم، وتصدّوا لشُبُهات أصحابِ الزّيغ والضلال، فأخمدوا نِيرانَهم، وكشفوا الخبءَ السيّئ في نُفوسهم، ووضعوا قواعدَ لعلم التوحيد، وصنَّفوا الكتبَ والأسفارَ في هذا

المضمار، حتّى ردّوا كلَّ شبهةٍ، وفنَّدوا كلَّ ضلالةٍ، ﴿وَقُلْ جَاء الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً﴾ [الإسراء: ٨١].

وكان في طليعة حرّاس العقيدة الإسلاميّة، الإمامُ أبو الحسن الأشعَري، والإمام أبو منصور الماتُريدي، حيث أجمعت الأمّةُ سلَفاً وخلَفاً على تلقّي ما صنّفاه بالقبول والرِّضا والتسليم، أحدُهما شافعيُّ المذهب، وهو شيخُ الإسلام أبو الحسن الأشعَري البَصري، والثاني حنفيُّ المذهب، وهو إمام الهُدى المفسِّر المتكلِّم أبو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتُريدي، الذي دعا إلى مذهب أهل الحديث والسنّة، بتعديلٍ يجمع بين الحديث والبرهان، أدحضَ بها مزاعمَ المعتزلة والجهميّة والمجسِّمة والمَلاحِدة وغيرهم، لإثبات حقائق الدّين والعقيدة الإسلاميّة، وتبع هذا أئمة أعلام، نسجوا على منواله، فكان منهم الإمامُ نجم الدّين أبو حفصٍ عمر بن محمد بن أحمد بن إسماعيل بن لُقمان النَّسَفي السَّمَرقندي الحنفيُّ المذهب، الماتُريديُّ العقيدة، بلغ شأواً عالياً في العلوم والفنون المتنوِّعة، وأكثرَ من التصنيف والتأليف، فكان من أبرَز تصانيفِه كتابه "العقائد" الذي يُعرَف بعقائد النَّسَفي، الذي اختصرَ فيه عقيدةَ أهل السنّة والجماعة.

ومما زادَ كتاب العقائد النَّسفية حُسناً ورَوعةً وبهاءً عقد لؤلؤي من النّظم، زيّن جيد هذا الكتاب بسلاستِه وعذوبتِه، من

إبداع الشّاعر المبدِع المِفَن إبراهيم بن علي الحمدُو العُمر، حيث نظم هذه العقائد بدُرره ونظمِه، وأتمّها في جِوار الكعبة المعظّمة، لغايةٍ عنده كما قال:

ألقى بها اللهَ وأرجو عفوَه   وأرتجي لدَى النّبي حُظوة

ومَن قرأ هذا النّظم المسبوكَ سبك اللُّجَين، دون أن يعلمَ مَن قائلُه وناظمُه، يخاله من نظم أحد الأئمة السّابقين، والمصنّفين المتقدّمين، ولا غروَ فهو أحدُ الشُّعراء الأفذاذ الذين تفخر بهم مدينةُ حلَب الشّهباء ومعهدُها النَّبهاني "دار نهضة العلوم الشّرعية" الذي أسّسه ورفع قواعدَه الإمامُ الهمام المقدام ابن حلَب الشّهباء، العارف بالله سيّدي محمد النّبهان ﵁، النّسر الإسلامي الذي طوَى جناحَيه منذ أكثر من أربعة عقود، والذي كان نبأً عظيماً في أُفق التصوّف الإسلامي، ولا يزال النّاسُ يتساءلون عن هذا النبأ العظيم.

فالله أسأل أن يسيرَ هذا النّظم مسيرَ الشّمس في العُلياء، وينفع به طلبةَ علمِ التوحيد، وأن يجزيَ ناظمَه خيرَ الجزاء، وأتمَّه وأكملَه، إنّه نعم المولى ونعم النصير!.

وكتبه / خادم العلم محمود ناصر حُوت

الحلَبي منشأً، النَّبهاني مشرَباً، القاهرة -مدينتي-

يوم الأربعاء / ٥/ جُمادى الآخرة / ١٤٣٩هـ

والمصادف/ ٢١/ شباط/ ٢٠١٨م

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

كلمة الناظم

الحمد لله ربّ العالمين، كما ينبغي لجلال وجهه وعظيم سلطانه، وكما يحبّ ربُّنا ويَرضى، ملء السّماوات والأرض، وأفضل الصّلاة وأتمّ التسليم على سيّد الأوّلين والآخِرين سيّدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، والرضى عن أحبابه وأوليائه أجمعين، وبعد: فهذا نظم العقيدة النَّسَفية على مذهب الإمام أبي منصور الماتُريدي في عقيدة أهل السنّة والجماعة.

وكان عملي كالتالي:

أوّلاً: نظمتُ متنَ العقائد النَّسَفية متحرّياً أقرَب الألفاظ إلى عبارة المؤلِّف،ولم أزد على متنه سِوى قَيدٍ يتعلّق بشُرب النبيذ، وهذا القَيد مقرَّرٌ في مذهب الإمام الماتُريدي، وكذلك زدتُ بَيتين متعلّقَين بالإمامة؛ يناسبان زمانَنا وواقعَنا، وقد قال بمقتضاهما سيّدنا عمر ابن الخطّاب رضي الله عنه، والقاضي أبو بكر الباقلاّني رحمه الله.

ثانياً: قدمتُ بين يدَي النَّظم ترجمةً مختصرةً للإمام الماتُريدي ومكانة مذهبه، وترجمة مختصرة أيضاً للإمام النَّسَفي.

هذا، ولم أتعرّض في المقدّمة للمسائل المختلَف فيها بين الأشعريّة والماتُريديّة، وهي مسائل معدودات، كما لم أتعرّض للمقارَنة بين مذهبَيهما ولا للمقارَنة بين المذهبَين ومذهب المحدِّثين خشيةَ الإطالة؛ فإنّ ذلك يحتاج مَساحةً أوفَى لتقديمه للقارئ الكريم.

وقد وضعتُ النَّظم في أعلى الصفحة ومتن النَّسَفية في الهامش، وفَصَلتُ بينهما بخط، ووضعتُ رقماً في نهاية البَيت، ووضعتُ نفس الرّقم على العبارة التي توافِقه من متن النَّسَفي في الحاشية؛ ليكونَ متنُ النَّسَفية حاضراً بين يدَي القارئ، وبذلك يكون المتنُ كلُّه في الهامش دُون إخلال بعبارتِه وترتيبه.

هذا، ولا يفوتني في هذه المقدّمة أن أتقدّمَ بخالص الشُّكر للأخوة الأفاضل:

فضيلة المفتي الشيخ محمد أسلم رضا الشِّيواني، الذي اقترح عليَّ نظم العقائد النَّسَفية؛ لعدم توفّر نظم لها مطبوع، وفضيلة المفتي الشيخ عبد الله إبراهيم الجنَيد الذي دقّق المعنى وراجَعه وأبدَى ملاحظاتِه عليه، وفضيلة المفتي الشيخ الدَدَّ محمد عبد الله الخطاطي الذي دقّق النّظم.

وأسأل الله تعالى أن ينفعَ بهذا النّظم كما نفع بأصله، إنّه وليُّ ذلك والقادرُ عليه!

كتبه / إبراهيم علي الحمدُو العُمَر

الحلَبي السّفراني مَولداً، النَّبهاني مَشرباً

أبوظبي / الإمارات العربية المتحدة

الأربعاء/ ٢٧/ ربيع الآخر/ ١٤٣٨هـ

الموافق/ ٢٥/ ١/ ٢٠١٧م

ترجمة الإمام الماتُريدي

اسمه ونَسَبه:

هو الإمام أبو منصور محمد بن محمد بن محمود، الماتريدي السمرقندي الأنصاري الحنفى المتكلم.

وينتهى نسبُه إلى الصحابي الجليل أبي أيّوب الأنصاري(١)، مضيف النّبى الأكرم صلّى الله عليه وآله وسلّم عند قدومه إلى دار الهجرة.

ميلاده:

اتفق مَن ترجَم لأبي منصور الماتُريدي أنّه توفّي سنة (٣٣٣)(٢) هجرية، ولم يذكروا سنةَ ولادته، وربما يكون وُلد حوالي سنة (٢٤٨)(٣) هجرية.

---

(١) فيه اختلاف، قال بعضهم: كان الماتريدي عربي الأصل، ونسبة الأنصاري نسبة أصول ونسب. وقال بعضهم: كان تركي الأصل، ونسبة الأنصاري ليست نسبة أصول ونسب، بل هي نسبة تقدير وتشريف. [الشيخ محمد إلياس الرّضوي]

(٢) فيه اختلاف أيضاً؛ لأنّ العلّامةَ الكَوثري ذكر أن الماتريدي توفّي سنة ٣٣٢هـ على ما رواه قطب الدّين الحلَبي، بل قال بعضهم إن وفاتَه كانت سنة ٣٣٦هـ. [الرّضوي]

(٣) كان أستاذ الماتريدي الشيخ محمد بن مقاتل الرازي، وذكر العلّامة الكَوثري أنّه توفّي سنة ثمان وأربعين ومئتين من الهجرة، فمن هذا لا نملك إلّا أن نقرّرَ بأنّ مولدَ الماتريدي بالضرورة كان قبل وفاة أستاذه محمد بن مقاتل الرازي، نعني أنّه وُلد قبل سنة ٢٤٨هـ. [الرّضوي]

مَوطنه:

اشتهر الامام بالماتُريدي (بضم التاء) و«ماتُريد»[(١)] قريةٌ من قُرى سمرقند في بلاد ما وراء النّهر (جَيحون)، ويوصَف بالماتُريدي تارةً، والسمرقندي أخرى، و(ماتُريد) محلة قُرب سمرقند، وسمرقند هي المدينة المشهورة ببلاد ما وراء النّهر، وهو نَهر جَيحون، والذي عُرف فيما بعد باسم تركستان، وكان فتح المسلمين لبلاد ما وراء النهر عام ٩٣هـ.

شُيوخه:

له شيوخ كثيرون وقد ذكر صاحبُ "الجواهر المضيئة" أنّ الماتُريدي تَخرَّج:

- بأبي نصر أحمد بن العبّاس بن الحسين العياضي.
- وتفقّه على أبي بكر أحمد الجَوزجاني،
- ونصير بن يحيى البَلخي
- ومحمد بن مقاتل الرّازي

فأمّا أبو نصر العياضي وأبو بكر الجَوزجاني فقد تفقّها على الإمام أبي سليمان موسى بن سليمان الجَوزجاني، وهذا الأخير تفقّه

---

(١) ماتريد: بتاء مضمومة ودال مهملة في آخره، أو "ماتريت" بتاء مضمومة، كذلك وتاء في الآخر، وذكر أحمد أمين أنّه يضبط "ماتوريد" بزيادة الواو. [الرّضوي]

على صاحبَي الإمام أبي حنيفة: أبي يوسف القاضي ومحمد بن الحسن الشّيباني، الذَين تفقّها على الإمام أبي حنيفة.

وأمّا نصير البَلخي ومحمد بن مقاتل الرّازي، فقد تفقّها على الإمامَين أبي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي، وأبي مقاتل حفص بن مسلم السمرقندي، الذَين تفقّها على الإمام أبي حنيفة كذلك.

مؤلَّفاته:

تعدّدت الفنون التى كتب فيها الإمام الماتُريدي، وذلك لتعدّد مَعارفه فهو الإمام المحقِّق في كثير من العلوم، **فله عدة مصنَّفات في علم الكلام، منها:**

كتاب "التوحيد" وكتاب "المقالات" وكتاب "الرَد على القرامطة" و"بيان وَهْم المعتزلة" و"رد الأصول الخمسة لأبي محمد الباهلى" و"أوائل الأدلة للكَعبى" و"رَد كتاب وعيد الفُسّاق للكَعبي" و"رَد تهذيب الجدل للكعبي" وغيرها.

وأمّا في علم أصول الفقه فقد ذكرت كتب الطبقات وكتاب "كشف الظنون" كتابَين في أصول الفقه هما: "الجدل" وكتاب "مأخذ الشّرائع" في أصول الفقه.

وأمّا مؤلَّفات الإمام الماتُريدي في تأويل القرآن، فمنها: كتاب "تأويلات أهل السُنّة"، وقد ذكره بهذا العنوان صاحب "كشف الظنون" لكن نسخة "كوبريلّي" عنونت بـ"تأويلات

الماتُريدي في التفسير"، وأمّا أصحاب الطبقات فقد ذكروه باسم "تأويلات القرآن" وهذا الاسم تحمله النُسخ الأخرى الموجودة في تُركيا والهند وألمانيا والمدينة المنوّرة ودِمشق والمتحف البريطاني وطشقند. ولعل الكتاب كان يحمل الاسمَين في مبتدء الأمر فاختصره المؤرِّخون وأصحاب الطبقات على ذلك.

مكانته العِلميّة وألقابُه وما قالوا عنه وعن مذهبه:

بلغ الإمامُ الماتُريدي منزلةً عظيمةً في أهل زمانه، حيث إنّه كان من أعظم المدافعين عن عقيدة المسلمين وصفائها، ورَد شُبه المشكِّكين، ومقارعة حُجج المخالفين بالنقل والعقل، والذَّود عن حياض الإسلام، ولقد كان حنفيَّ المذهب، على عقيدة أهل السُنّة والجماعة، الذين تمسكّوا بالنقل وسخروا العقل لفهمه، فلم يغلقوا عقولهم أمامَ النّصوص التي أمرنا ربُّنا أن نتدبّرها، بقوله تعالى: ﴿لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ﴾، فامتازوا بالجمع بين العقل والنقل وعدم تعطيل أيٍّ منهما، وقد أسّس الإمام الماتُري مذهبَه على ذلك، وأفنى عمرَه في تأصيله والدِّفاع عنه، حتّى نسبَ إليه المذهبُ نسبةَ تأصيل ودفاع، لا نسبةَ إنشاء واختراع.

وقد أطلق العلماء على الإمام الماتُريدي عدة ألقاب تدلّ على متانة قدرته وعُلو منزلته مثل:

- (إمام الهُدى) وهذا ذكره البابني في "هدية العارفين"

- (إمام المتكلّمين) ونحواً من هذا ذكره الزَبِيدي حيث قال: (إمام الهُدى الحنفي المفسّر المتكلّم)

- وكذلك لقّبه القُرطبي (بالشيخ الإمام).

قال أحمد بن مصطفى، الشَّهير بطاش كُبرى زاده في كتابه "مفتاح السّعادة": إنَّ رئيس أهل السنّة والجماعة في علم الكلام رجلان: أحدهما حنفيّ، والآخَر شافعي

أمّا الحنفي، فهو أبو منصور محمّد بن محمّد بن محمود الماتُريدي، وأمّا الآخَر الشّافعي، فهو شيخ السنّة أبو الحسن الأشعَري البَصري.

ويقول العلّامة الكفوي في ترجمته: إمام المتكلّمين ومصحِّح عقائد المسلمين، نصره الله بالصّراط المستقيم، فصار في نصرة الدّين القويم، صنّف التصانيف الجليلة، وردّ أقوالَ أصحاب العقائد الباطلة.

تلاميذه:

من أشهَر تلاميذ أبي منصور الماتُريدي:

١- الحكيم القاضي إسحاق بن محمد السَمَرقندي،

٢- الشيخ الإمام علي بن سعيد الرستغفني،

٣- أبو محمد عبد الكريم بن موسى البَزدوي، وهو جدُّ الإمامَين الجليلَين فخر الإسلام علي البَزدوي وصدر الإسلام أبي اليُسر محمد البَزدوي.

ظهور الماتُريديّة:

المَاتُريدِيَّةُ مذهبٌ كلامي يُنسب إلى أبي منصور الماتُريدي، ظهر في أوائل القَرن الرّابع الهجري في سَمَرقند من بلاد ما وراء النهر.

دعا إلى مذهب أهل الحديث والسنّة بتعديل يجمع بين الحديث والبُرهان، حيث قام على استخدام البَراهين والدّلائل العقليّة والكلاميّة في محاجَّة خصومها من المعتزلة والجَهميّة والمجسِّمة والمَلاحدة وغيرهم؛ لإثبات حقائق الدّين والعقيدة الإسلاميّة.

مَصادر الترجمة:

١- إعلام الأخيار من فقهاء مذهب النعمان المختار للكفوي
٢- الفوائد البهية في تراجم الحنفيّة لأبي الحَسَنات اللَكنَوي
٣- الجواهر المضية في طبقات الحنفية لعبد القادر القَرشي
٤- تاج التراجم في طبقات الحنفيّة لابن قُطلوبغا

ترجمة الإمام النَّسَفي

اسمه ونسبه:

هو الإمام أبو حفص، عمر بن محمد بن أحمد بن إسماعيل ابن لقمان الحنفي النَّسَفي ثمّ السَمرقندي، لقبه "نجم الدّين"، وكان يلقّب بـ"مفتي الثقلَين" فقيهٌ عالمٌ في أصول العقيدة، وهو صاحب "العقيدة النَّسَفية" التي نظمناها.

حياته:

وُلد بمدينة نَسَف، وهي بين جَيحون وسمرقند، ونشأ فيها، ثم رحل في طلب العلم، فزار بغداد وتلقى علومه على كثير من مشايخ عصره، فنقل عنه أنّه قال: "شُيوخي خمسمئةٍ وخمسون رجلاً".

ويذكر المترجمون أنّ له كتاباً سمّاه "تعداد شيوخ عمر" جمع فيه أسماءَ شيوخه، قال في "ذيل تاريخ بغداد": "قدم بغداد حاجّاً في سنة سبع وخمسمئة، وسمع من أبي القاسم بن بيان وغيره وحدّث بكتاب "تطويل الأسفار لتحصيل الأخبار" من جمعه وتأليفه"[1].

---

(١) "ذيل تاريخ بغداد" ٥/ ٩٩.

شُيوخه:

قال الحافظ الذَهَبي في "سير أعلام النُبلاء": "وحدّث عن: إسماعيل بنِ محمّد النُّوْحي، والحسن بنِ عبد الملك القاضي، ومَهْدِيِّ بنِ محمّد العَلَوِيِّ، وعبد الله بنِ عليِّ بنِ عيسى النَّسَفِيِّ، وأبِي اليُسْرِ محمّد بنِ محمّد النَّسفي، وحسين الكَاشْغَرِيِّ، وأبِي محمّد الحسنِ بنِ أحمد السَّمَرْقَنْدِيِّ، وعليّ بن الحسن المَاتُرِيْدِيِّ"(١).

مكانته العِلميّة:

كان النَّسَفي على مذهب الإمام أبي حنيفة رحمه الله في الفقه، وعلى مذهب الماتُريدي في الاعتقاد، وقد بلغ رحمه الله منزلةً عاليةً في العلوم والفنون المتنوّعة، ويدلّ على ذلك ما تركَه من مؤلّفاتٍ كثيرة في التراجم والتفسير والعقيدة والشِّعر والفقه، وما سطرَه المترجمون له من الثناء عليه، والإشادة بعلمه وفضله وزهده، فقد ذكروا أنّه كان فاضلاً زاهداً فقيهاً مفسِّراً عارفاً بالمذهب والأدب، وإماماً مبرزاً متفنّناً كثير التصنيف والتأليف في مختلف أنواع العلوم والفنون، وكان له شعرٌ على طريقة الفقهاء والحكماء.

كتبه وآثاره العِلميّة:

قال الزركلي في "الأعلام": "قيل: له نحو مئة مصنَّف، منها "الأكمَل الأطوَل" في التفسير، و"التيسير في التفسير" و"المواقيت"

---

(١) "سير أعلام النبلاء" ٣٩/ ١٢٠.

و"تعداد شيوخ عمر" في شيوخه، و"الإشعار بالمختار من الأشعار" عشرون جزءاً، و"نظم الجامع الصّغير" في فقه الحنفية، و"قيد الأوابد" منظومة في الفقه، و"منظومة الخلافيات" فقه، و"القند في علماء سمرقند" عشرون جزءاً، و"تاريخ بُخارى" و"طلبة الطلبة" في الاصطلاحات الفقهيّة، و"العقائد" يعرف بعقائد النَّسَفي، وكان يلقَّب بـ"مفتي الثقلَين"، وهو غير النَّسَفي (المفسِّر) عبد الله بن أحمد. انتهى من "الأعلام" للزركلي.

وكتابه: "القند في تاريخ سمرقَند" يعتبر مرجعاً ومصدراً لما كتبه أكابرُ أهل التراجم والسِّير، مثل الذَهَبي وابن حجر وغيرهما، وأمّا كتابه "العقائد" فهو من أهمّ مختصرات أهل السنّة والجماعة، بل هو من الحصون العقائديّة لأهل السنّة والجماعة، يصد الشُبه ويقي من الفِتن التي يُثيرها مَن يترصّد لعقيدة أهل السنّة والجماعة، ولقد شرح هذا المتنَ أبو سعيد مسعود بن عمر بن محمد بن أبي بكر بن محمد بن الغازي التفتازاني السَّمرقندي الحنفي، الفقيه المتكلِّم النظّار الأصولي النَّحوي البَلاغي المنطقي، وناهيك بهذا العلَم تدقيقاً وتحقيقاً (ت٧٩٢هـ)، وقد خرَّج أحاديث الشّرح للتفتازاني الإمام جلال الدّين السُّيوطي (ت.٩١١هـ).

تلاميذه:

وتتلمذ على يدَيه عددٌ كبير من العلماء وطلبة العلم، منهم:

- ولدُه أبو اللَّيث أحمد بن عمر،

- وبرهان الدّين المَرغيناني علي ابن أبي بكر بن عبد الجليل شيخ الإسلام صاحب كتاب "الهداية" في الفقه الحنفي وغيرهم.

وفاته:

وبعد حياةٍ حافلة بالنَّشاط والعلم وافاهُ الأجل بمدينة سمرقَند في ١٢ جُمادى الأولى عام ٥٣٧ هـ، وله من العمر ٧٦ سنة.

مَراجع البحث:

ابن حجر العسقلاني، "لسان الميزان"

إسماعيل باشا البغدادي، "هدية العارفين في أسماء المؤلِّفين وآثار المصنِّفين"

سعد الدّين التفتازاني، "شرح العقائد النَّسَفية"، تحقيق: أحمد حجازي السَقا

بسم الله الرحمن الرحيم

النظم العربي

بسم الله الرحمن الرحيم

نص النّظم

(١) الحمدُ للهِ العليِّ الأعلى عُلوَّ رُتبةٍ سَمَا وجَلّا

(٢) سبحانَه جلَّ عن الشَّبيهِ وعزَّ عن عرشٍ له يحوِيهِ

(٣) السَّرمديُّ دُونَما بدايَهْ الأبديُّ دُونَما نهايَهْ

(٤) ثمّ الصَّلاةُ والسّلامُ سَرمَدا على حبيبِ الله طَه أحمدَا

(٥) وبعدُ: ذا نظمُ كلامِ النَّسَفِيْ ذاكَ الإمامُ الماتُريديْ الحنَفِيْ

(٦) ثابتةٌ حقائقُ الأشياءِ بقولِ أهلِ الحقِّ لا المِراءِ(١)

(٧) وعلمُها محقَّقٌ خِلافَا للسُّوفِسْطائيّةِ فلْتُجَافَى(٢)

(٨) أسبابُ علمِ الخَلقِ عقلٌ وحَواس سليمةٌ وخَبَرٌ صِدْقٌ أساسْ(٣)

(٩) ثمّ الحواسُّ الشَّمُّ سَمعٌ وبَصَرْ والذَّوقُ واللَّمسُ لِيُدْرِكِ البَشَرْ(٤)

(١٠) يُوقَفُ مِن كلٍّ على ما وُضِعت له، كمثلِ الذَّوق للطَّعم أَتتْ(٥)

---

(١) قال الإمام النسفي رحمه الله: "قال أهل الحق: حقائق الأشياء ثابتة".
(٢) والعلم بها متحقّق خلافاً للسوفسطائية.
(٣) وأسباب العلم للخَلق ثلاثة: الحواس السّليمة، والخبرُ الصادق، والعقلُ.
(٤) فالحواس: السمع، والبصر، والشَّم، والذَوق، واللَّمس.
(٥) وبكلّ حاسّةٍ منها يوقف على ما وضعت هي له: كالسَّمع، والذَوق، والشَّم.

(١١) والخَبَرُ الصَّادقُ نَوعانِ هُما ... الخَبَرُ الذي تواتَرَ[١] وَما

(١٢) خَبَّرَنا رَسولُنا المؤيَّدُ ... بالمعجزاتِ والشَّقيْ مَن يَجحَدُ

(١٣) فالمتواتِرُ هُوَ الذي على ... ألسِنةِ القومِ سَرى بحيث لا

(١٤) يُمكِنُهم تَواطُؤٌ على الكَذِبْ[٢] ... والعلمُ الاستدلاليْ ذا به يجِبْ[٣]

(١٥) وثابتُ العلمِ به يُضاهِي ... ما بالضرورةِ أتى يُباهِي[٤]

(١٦) والعقلُ أيضاً سببٌ للعِلمِ[٥] ... يُوصِلُ للعُرْفِ إليهِ يُنمِي

(١٧) وكلُّ ما يثْبُتُ بالبَديهَةِ ... فهْوَ ضروريٌ، لدَى الخَليقةِ[٦]

(١٨) كالعِلم أنّ كلَّ شيءٍ أعظَمُ ... من جُزئِه فذا بَديهِيْ يُفهَمُ[٧]

(١٩) والعِلمُ إن يثبتْ بالاستدلالِ ... فهوَ اكْتسابيٌّ بلا جِدالِ[٨]

(٢٠) وقال أهلُ الحقِّ في الإلهامِ ... ليسَ طريقَ العُرْفِ في الأنامِ

---

(١) والخبرُ الصادق على نوعَين: (أحدُهما) الخبرُ المتواتر.

(٢) وهو الثابت على ألسِنة قوم لا يتصوّر تواطؤهم على الكذب.

(٣) وهو مُوجب العلم الاستدلاليَّ.

(٤) والعلم الثابت به يضاهي العلم الثابت بالضرورة في التيقّن والثَبات.

(٥) وأمّا العقل: فهو سببٌ للعلم أيضاً.

(٦) وما ثبت منه بالبديهة فهو ضروريٌّ.

(٧) كالعلم بأنّ كلَّ شيءٍ أعظمُ من جزئِه.

(٨) وما ثبت منه بالاستدلال فهو اكتسابيٌّ.

(٢١) أيْ ليسَ فيهِ سببٌ للمعرِفهْ بصحّةِ الأشياءِ دَوماً فاعْرِفهْ[١]

(٢٢) وما سِوى الله فشَيءٌ مُحدَثُ بكلِّ جُزءٍ فيهِ، جلَّ المُحدِثُ[٢]

(٢٣) إذْ هُو أعيانٌ كذا أعراضُ وعندَ ذي العقولِ لا اعْتراضُ[٣]

(٢٤) فالعينُ شيءٌ قائمٌ بذاتِهِ مركَّبٌ أو جَوهَرٌ وهاتِهِ[٤]

(٢٥) مركَّبٌ جِسمٌ وذا مُجَزَّأُ[٥] وجَوهرٌ وذا فلا يُجَزَّأُ[٦]

(٢٦) ولا يقومُ عَرَضٌ بذاتهِ كاللَّونِ في الما هُوَ مِن صفاتهِ[٧]

(٢٧) بلْ قائمٌ في جَوهرٍ وجِسمِ كاللَّونِ والكَونِ ومثلِ الطَعمِ

(٢٨) كذا الرّوائحُ وجلَّ اللهُ محدِثُ هذا الكونِ لا سِواهُ[٨]

---

(١) والإلهام ليس من أسباب المعرفة بصحة الشيء عند أهل الحق.
(٢) والعالَم بجميع أجزائه محدَثٌ.
(٣) إذ هو أعيانٌ وأعراضٌ.
(٤) فالأعيان ما له قيامٌ بذاته.
(٥) وهو إمّا مركَّبٌ، وهو الجسم.
(٦) أو غيرُ مركَّب كالجوهر، وهو الجزء الذي لا يتجزأ.
(٧) والعرض ما لا يقوم بذاته ويحدث في الأجسام والجواهر، كالألوان، والأكوان، والطعوم، والروائح.
(٨) والمحدِث للعالَم هو الله تعالى.

(٢٩) الواحدُ القادِرُ حَيٌّ وقديمْ وهو السَّميعُ والبصيرُ والعَليمْ[١]

(٣٠) شائِيْ مريدٌ وهو ليس بعَرَضْ أو جِسمٍ أو جَوهرٍ أو مبعَّض[٢]

(٣١) ليس مصوَّراً ولا محدودَا ولا مُجَزَّأً ولا معدودا[٣]

(٣٢) سبحانَهُ جلَّ عن الماهيَّةِ كذاك لا يوصَفُ بالكَيْفِيَّةِ[٤]

(٣٣) لا مُتَنَاهياً ولا مركَّبَا فذاك للمخلوقِ وَصْفٌ وجَبَا

(٣٤) وجلَّ أن يحويَهُ مكانُ ولا عليه قد جَرى زمانُ[٥]

(٣٥) لا شيءَ مُشبِهٌ له في صفتِهْ أو خارجٌ عن علمِهِ وقُدرِتهْ[٦]

(٣٦) له صِفاتٌ وهْيَ أزَلِيَّهْ قائمةٌ بذاتِهِ سَنيَّهْ[٧]

(٣٧) وهِيَ لا هُوَ وليست غيرَهْ العِلمُ والحياةُ ثمّ القُدرَةْ[٨]

---

(١) الواحد القديم الحي القادر العليم السّميع البصير

(٢) الشّائي المُريد ليس بعرض، ولا جسم، ولا جَوهر.

(٣) ولا مصوّر، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعض، ولا متجزِء، ولا متركب، ولا متناهٍ.

(٤) ولا يوصَف بالماهية، ولا بالكيفيّة.

(٥) ولا يتمكّن في مكان، ولا يجري عليه زمان.

(٦) ولا يشبهه شيءٌ، ولا يخرج عن علمِه وقدرتِه شيءٌ.

(٧) وله صفاتٌ أزَليّةٌ قائمةٌ بذاته.

(٨) وهي لا هو ولا غيرُه، وهي العلمُ والقدرةُ والحياةُ.

(٣٨) وقوّةٌ والسَّمعُ والتخليقُ   وبَصَرٌ والفعلُ والترزيقُ[١]

(٣٩) إرادةٌ مَشيئةٌ كلامُ   لا بحُروفٍ ضمَّها نِظَامُ[٢]

(٤٠) بل صفةٌ للحقِّ أزَلِيَّهْ   وليس من حُروفنا الصَّوتيَّهْ

(٤١) وهْيَ تُنافي آفةً سُكوتاً   تكليمُ مُوسى زادَنا ثُبوتا[٣]

(٤٢) واللهُ مخبِرٌ بها وناهِيْ   وآمِرٌ، ثمّ كلامُ الله[٤]

(٤٣) قرآنُهُ المكتوبُ في المَصاحِفِ   فليس مخلوقاً، كما الصَّحائفِ[٥]

(٤٤) تقرَؤُهُ ألسُنُنَا، قلوبُنا   تحفظُه، تسمعُه آذانُنا[٦]

(٤٥) لكنّه ليس يحُلُّ فيها   فكُن بما تقرؤُه فقِيها[٧]

(٤٦) تكوينُه لكلِّ هذا العالَمِ   وكلِّ جُزءٍ فيه وَصفُ العالِمِ[٨]

---

(١) والقوّةُ، والسَّمعُ، والبصرُ، والإرادةُ، والمشيئةُ، والفعلُ، والتخليقُ، والترزيقُ.
(٢) والكلامُ، وهو متكلّم بكلام هو صفةٌ له أزَليّة، ليس من جنس الحروف والأصوات.
(٣) وهو صفةٌ منافيةٌ للسُّكوت والآفة.
(٤) والله تعالى متكلِّمٌ بها آمرناه مخبر، والقرآن كلامُ الله تعالى غيرُ مخلوق.
(٥) وهو مكتوبٌ في مصاحفنا.
(٦) محفوظٌ في قلوبنا، مقروءٌ بألسِنتنا، مسموعٌ بآذاننا.
(٧) غيرُ حالٍّ فيها.
(٨) والتكوينُ صفةٌ لله تعالى أزَليّة.

(٤٧) وذلك التكوينُ وصفٌ أزَليْ والفعلُ غيرُ ذا المكوَّنِ الجَلِيْ(١)

(٤٨) وقدرةٌ صفةٌ ازَليَّهْ قائمةٌ بذاتِه العَلِيَّهْ(٢)

(٤٩) ورؤيةُ الله تعالى جائزَةْ في العقلِ، وهْيَ في الجِنان جائزَةْ

(٥٠) ممكِنةٌ بالعقلِ أيضاً قد ورَدْ دليلُها السَّمعيُّ وهْوَ لا يُرَدْ(٣)

(٥١) مُوجِبُها (يومئذٍ ناضِرةٌ) لربِّنا سبحانَه ناظِرةٌ

(٥٢) يُرَى وليس في مكانٍ أو جِهَهْ أو اتصالٍ من شُعاعٍ واجِهَهْ(٤)

(٥٣) ولا مَسافةٍ تُرى للرَّائي ما بينَه وبينَ ذِي الآلاءِ(٥)

(٥٤) وخالقُ الأفعالِ للعِبادِ والكُفرِ والإيمانِ والعِنادِ(٦)

(٥٥) وخالِقُ الطّاعةِ والعِصيانِ وكلُّها إرادةُ الدَّيَّانِ(٧)

---

(١) وهو تكوينُه للعالَم، ولكلِّ جزءٍ من أجزائه لوقت وجوده، وهو غيرُ المكوَّنِ عندنا.
(٢) والإرادةُ صفةٌ لله تعالى أزَليّة، قائمةٌ بذاته تعالى، واجبةٌ بالنقل.
(٣) وقد وردَ الدّليل السَّمعي بإيجاب رؤية المؤمنين الله تعالى في دار الآخرة.
(٤) فيُرى لا في مكان، ولا على جهةٍ من مقابلةٍ أو اتصال شُعاع.
(٥) أو ثبوت مسافةٍ بين الرّائي وبين الله تعالى.
(٦) والله تعالى خالقٌ لأفعال العِباد كلها من الكُفر والإيمان.
(٧) والطاعة والعصيان، وهي كلها بإرادته.

(٥٦) وحكمُهُ قضاؤُهُ مشيئَتُهْ تقديرُه، وفعلُ عبدٍ خِيْرَتُهْ[١]

(٥٧) فالعبدُ مختارٌ بها يُثَابُ وإنْ أسا فحقُّه العِقابُ

(٥٨) والحُسْنُ منها برضاءِ اللهِ والقُبْحُ لا يَرضاهُ، وهْوَ النّاهِي[٢]

(٥٩) وصِحّةُ التكليفِ هي قدرتُهْ على الذي يَفعلُ واستِطاعتُهْ

(٦٠) والاستطاعةُ معَ الأفعالِ يخلقُهَا اللهُ لذاكَ الحالِ

(٦١) وقدرةٌ: هِيَ سلامةُ السَّببْ مَعْ آلةٍ، جوارحٍ لدَى الطَّلَبْ[٣]

(٦٢) ولم يُكلِّفْهُ بما لا يسعُهُ بل كلُّ ما لا يستطيعُ يَدَعُهْ[٤]

(٦٣) وألَمُ الإنسانِ بعد ضربِهِ والكَسْرُ للزُّجاجِ خَلْقُ ربِّهِ[٥]

(٦٤) فذلك الألمُ في المضروبِ وشبهِهِ، والكَسرُ في المعطُوبِ

---

(١) ومشيئته، وحكمه، وقضيته، وتقديره، وللعباد أفعالٌ اختياريّة يثابون بها ويعاقبون عليها.

(٢) والحسنُ منها برضاء الله، والقبيحُ منها ليس برضائه تعالى.

(٣)والاستطاعةُ مع الفعل وهي حقيقة القدرة التي يكون بها الفعلُ، ويقع هذا الاسمُ على سلامة الأسباب والآلات والجوارح، وصحة التكليف تعتمد هذه الاستطاعة.

(٤) ولا يُكلَّف العبدُ بما ليس في وُسعه.

(٥) وما يوجد من الألم في المضروب عقيبَ ضرب إنسان، والانكسار في الزجاج عقيبَ كسر إنسان، كلُّ ذلك مخلوقٌ لله تعالى.

(٦٥) فكلُّها خَلْقُ الإلهِ الواحدِ لا صُنعَ عبدٍ أو زُجاجٍ جامِدِ(١)

(٦٦) ومَنْ يمُتْ قَتلاً فذاكَ أجَلُهْ والموتُ صَنعُ الله ليس عَمَلُهْ(٢)

(٦٧) والمَوتُ قائمٌ بمَن يَموتُ لا خَلْقَ لا اكتِسابَ مَن يَفوتُ(٣)

(٦٨) وواحدٌ أجَلُهُ لا يختلِف ثمّ الحرامُ رِزقٌ أيضاً فاعترِفْ(٤)

(٦٩) ولنْ يفوتَ المرءَ يَوماً رزقُهُ أو يذهبنَّ لِسِواهُ حَقُّهُ

(٧٠) والكلُّ يَستَوفيه بالتمامِ إنْ بحلالٍ كان أو حرامِ(٥)

(٧١) واللهُ يهدِي مَن يشاءُ ويُضِلْ لا يجبُ الأصلَحُ للعبدِ وجَلْ(٦)

(٧٢) عذابُ بعضِ مَن عصَى وكافرِ كذا نعيمُ طائعٍ مُثابِرِ

(٧٣) في القبرِ بالدّلائلِ السَّمعيّهْ ثابتةٌ واضحةٌ جَليّهْ(٧)

---

(١) لا صنعَ للعبد في تخليقه.

(٢) والمقتول ميّتٌ بأجله، والموتُ قائمٌ بالميّت مخلوقٌ لله تعالى.

(٣) لا صُنعَ للعبد فيه تخليقاً ولا اكتساباً.

(٤) والأجلُ واحد، والحرامُ رزقٌ، ولا يُتصوّر أن لا يأكلَ إنسانٌ رزقَه أو يأكل غيرُه رزقَه.

(٥) وكلٌّ يستوفي رزقَ نفسِه حلالاً كان أو حراماً.

(٦) واللهُ تعالى يُضِلُّ مَن يشاء، ويَهدِي مَن يشاء، وما هو الأصلَح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالى.

(٧) وعذابُ القبر للكافرين وبعض عُصاة المؤمنين، وتنعيمُ أهل الطاعة في القبر، وسؤالُ الملَكَين منكَر ونكير ثابتٌ بالدَّلائل السَّمعية.

(٧٤) والوزنُ والسُّؤالُ والكتابُ حقٌّ كذا البعثُ ولا ارْتيابُ

(٧٥) والنّارُ والجنّةُ ثمّ الحَوضُ كذا الصّراطُ ليس فيها خَوضُ[١]

(٧٦) وجَنّةٌ والنّارُ في ذا الآنِ مخلوقتانِ وسَتَبقَيانِ

(٧٧) مَوجُودتانِ ليسَ تَفنَيانِ لا يَفنى مَن فيها من العُبْدانِ[٢]

(٧٨) لا يُخْرِجُ العبدَ من الإيمانِ كبيرةٌ، لِصِفَةِ الكُفْرانِ[٣]

(٧٩) واللهُ لا يغفرُ أن يُشرَكَ بهْ وغافرٌ ما دُونَ ذاكَ فانتبهْ[٤]

(٨٠) من الكبائرِ مع الصَّغائرِ لمن يشا سبحانَه مِن غافِرِ[٥]

(٨١) وجائزٌ عفوٌ عن الكبيرةِ كذا عقابُه على الصَّغيرةِ[٦]

(٨٢) إن لم يكنْ قد استحلَّ المَعصيَهْ لكنَّ الاستحلالَ كُفرٌ مُردِيَهْ[٧]

---

(١) والبعثُ حقٌّ، والوزنُ حقٌّ، والكتابُ حقٌّ، والسؤالُ حقٌّ، والحوضُ حقٌّ، والصّراطُ حقٌّ.

(٢) والجنّةُ حقٌّ والنّارُ حقٌّ، وهما مخلوقتان الآن، موجودتان باقيتان لا تفنيان ولا يُفنى أهلهما.

(٣) والكبيرةُ لا تُخرِج العبدَ المؤمن من الإيمان، ولا تُدخله في الكُفر.

(٤) الله تعالى لا يغفر أن يُشركَ به، ويغفر ما دُون ذلك لمن يشاء.

(٥) من الصّغائر والكبائر.

(٦) ويجوز العقابُ على الصّغيرة، والعفوُ عن الكبيرة.

(٧) إذا لم يكن عن استحلال، والاستحلالُ كفرٌ.

(٨٣) شَفاعةٌ ثابتةٌ للرُّسْلِ كذلك الأخيارِ أهلِ الفَضلِ[١]

(٨٤) للمُؤمنِ الذي أتى الكبائرا وذا مِن الخُلودِ في النّارِ بَرا[٢]

(٨٥) في الشّرعِ: الايمانُ هو الإقرارُ تصديقُنا بما أتى المختارُ[٣]

(٨٦) أعمالُنا في نفسِها تزّايَدُ إسلامُنا إيمانُنا ذا واحدُ[٤]

(٨٧) لا ينقصُ الايمانُ لا يزيدُ حقيقةٌ في القلبِ لا تبيدُ[٥]

(٨٨) إن وُجِدَ الإقرارُ والتّصديقُ يقولُ: إنّي مؤمنٌ حَقيقُ[٦]

(٨٩) ولا يقولُ: مؤمنٌ إن شاءَ بلْ يجزِمُ القولَ ولا مِراءَ[٧]

(٩٠) ثمّ السّعيدُ بعد ذا قدْ يَشقَى كذلك الشَقيُّ قد لا يَبقى[٨]

(٩١) وذا التغيُّرُ بوصفٍ بادِ وليس في الإشقاءِ والإسعادِ[٩]

---

(١) والشفاعةُ ثابتةٌ للرُّسُل والأخيار.

(٢) في حقِّ أهل الكبائر، وأهلُ الكبائر من المؤمنين لا يُخَلَّدونَ في النّار.

(٣) والإيمانُ في الشّرع: هو التصديقُ بما جاء النّبيُّ ﷺ به من عند الله تعالى، والإقرار به.

(٤) وأمّا الأعمالُ فهي تتزايدُ في نفسها.

(٥) والإيمانُ لا يزيد ولا ينقص، والإسلامُ واحدٌ.

(٦) فإذا وُجِدَ من العبد التصديقُ والإقرارُ صحّ له أن يقولَ: أنا مؤمنٌ حقّاً.

(٧) ولا ينبغي أن يقولَ: أنا مؤمنٌ إن شاء الله.

(٨) والسّعيد قد يشقى، والشقيُّ قد يسعد.

(٩) والتغييرُ يكون على السّعادة والشّقاوة دُون الإسعاد والإشقاء.

(٩٢) فصفةُ الإسعادِ والإشقاءِ ثابتةٌ للهِ ذِي البَقاء[١]

(٩٣) إرسالُ رُسْلِ الله فيه حِكمَهْ أرسلَهُم ربِّي لكلِّ أُمّهْ[٢]

(٩٤) مِن بَشَرٍ أرسلَهُم لبَشَرِ بالبِشْرِ والبَيانِ ثمّ النُذُرِ[٣]

(٩٥) يُبلِّغونَ النّاسَ ما احْتاجُوهُ دِيناً ودُنيا ليس يَنْقُصُوهُ[٤]

(٩٦) أيَّدَهُمْ بالمعجِزاتِ النّاقضاتْ لعادةٍ فلا تُرَدُّ المعجِزاتْ[٥]

(٩٧) أوّلُهم آدَمُ أصلُ ذا البَشَرْ والمصطفى خِتامُ عِقدٍ من دُرَرْ[٦]

(٩٨) ومنهُمُ مَن قد أتانا خبَرُهْ ومنهُمُ مَن لم يُقَصَّ أثَرُهْ[٧]

(٩٩) لذاك لا عَدَّ لهمْ فنعَرَفَهْ إذ ربُّنا ما خصَّنا بالمعرِفهْ

---

(١) وهما من صفات الله تعالى، ولا تغير على الله ولا على صفاته.

(٢) وفي إرسال الرُّسُل حكمةٌ.

(٣) وقد أرسلَ اللهُ تعالى رُسُلاً من البَشَرِ إلى البَشَر مبشِّرين ومنذِرين.

(٤) ومبيِّنينَ للنّاس ما يحتاجون إليه من أمور الدّنيا والدّين.

(٥) وأيّدهم بالمعجزات الناقضات للعادة.

(٦) وأوّل الأنبياء آدمُ عليه السلام وآخِرُهم [سيّدنا] محمد ﷺ.

(٧) وقد رُوي بيانُ عددهم في بعض الأحاديث، والأَولى أن لا يُقتَصَرَ على عددٍ في التسمية، فقد قال الله تعالى: ﴿مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾.

(١٠٠) فليس مأموناً على طولِ الزَّمَنْ إدخالُ مَنْ لم يُرسِلِ اللهُ بمَنْ[١]

(١٠١) وكلُّهمْ بالصِّدق بلَّغونا كانوا مخبِّرين ناصحِينا[٢]

(١٠٢) سيِّدُنا محمدٌ أفضلُهُمْ صلَّى علَيهِ وعلَيهِم ربُّهُمْ[٣]

(١٠٣) ثمّ الملائكةُ يعملونا بأمرِ ربِّنا ولا يَعصُونا

(١٠٤) لا يُوصَفونَ بذُكورةٍ ولا أُنُوثةٍ، عبادُهُ جلَّ عَلا[٤]

(١٠٥) مَعْ أنبياءِ الله كُتُبٌ مُنْزَلَهْ بيَّن فيها كلَّ أمرٍ أرسلَهْ[٥]

(١٠٦) مِنْ أمرِهِ ونهيِهِ ووَعدِهِ وضدِّهِ[٦]، حقّاً سَرى بعَبدِهِ[٧]

(١٠٧) يَقَظةً إلى السّما ثمّ إلى مَاشا بشخصِه دَنا مِن العُلى[٨]

(١٠٨) كرامةٌ للأولياءِ حقُّ أكرمَهم بها الوليُّ الحقُّ[٩]

---

(١) ولا يُؤْمَنُ في ذكر العدد أن يُدْخَلَ فيهم مَن ليس معهم، أو يُخْرَجَ منهم مَن هو فيهم.
(٢) وكلُّهم كانوا مُخبرينَ مبلِّغين عن الله تعالى صادقين ناصحين.
(٣) وأفضل الأنبياء [سيّدنا] محمد ﷺ.
(٤) والملائكة عِبادُ الله تعالى العامِلون بأمره، ولا يُوصَفون بِذُكورَةٍ ولا أُنوثَةٍ.
(٥) ولله تعالى كتبٌ أنزلها على أنبيائه.
(٦) وبيَّن فيها أمرَهُ ونهيَهُ، ووعْدَه ووعيدَه.
(٧) والمعراجُ لرسول الله ﷺ.
(٨) في اليقظة بشخصِه إلى السّماء، ثمّ إلى ما شاء الله تعالى من العُلى حقٌّ.
(٩) وكراماتُ الأولياء حقٌّ.

(١٠٩) فهْيَ لِمَن رضيَهم زيادَهْ — على طريقِ نقضِهم للعادَهْ[١]

(١١٠) كقطعِهم مَسافةً طويلَهْ — بعيدةً في مُدّةٍ قليلَهْ[٢]

(١١١) كذا ظهورِ مَطعَمٍ ومَشرَبِ — ومَلبَسٍ عند احْتياجِ الطَّلَبِ[٣]

(١١٢) ومَشيِهم على خِضَمِّ الماءِ — والطَّيَرانِ في مَدى الهَواءِ[٤]

(١١٣) نُطق الجمادات أو العَجماءِ — وغيرِ ذلكَ من الأشياءِ[٥]

(١١٤) وهذه مُعجِزةٌ للمُرسَلِ — في واحدٍ من تابعِيه تنجلي[٦]

(١١٥) لأنّه بالاتّباع أُكْرِما — وبالكرامةِ الوليُّ عُظِّما

(١١٦) ولَن يكونَ من وليٍّ صِدْقا — حتّى يُرَى في دينِه مِحقًّا[٧]

(١١٧) ودِينُه الإقرارُ بالرِّسالَهْ — وما أتى رسولُه وقالَه

---

(١) فَيُظْهِرُ الكرامةَ على طريق نقض العادة للوليّ.

(٢) من قطع المسافة البعيدة في المُدَّة القليلة.

(٣) وظهور الطعام والشراب واللِّباس عند الحاجة.

(٤) والمشي على الماء، والطيران في الهواء.

(٥) وكلامُ الجَماد والعَجماء، وغير ذلك من الأشياء.

(٦) ويكون ذلك معجِزةٌ للرّسول الذي ظهرتْ هذه الكرامةُ لواحدٍ من أمّته.

(٧) لأنّه يَظْهَرُ بها أنّه وليٌّ ولن يكونَ وليّاً إلاّ أن يكونَ محقّاً في ديانته، وديانتُه الإقرارُ برسالةِ رسولِه.

(١١٨) وبعدَ خيرِ الخَلقِ أفضلُ البَشَرْ سيّدُنا الصّديقُ يَتلُوهُ عُمَرْ[١]

(١١٩) يَليه عثمانُ ومِن بعدُ عِليْ خلافةٌ ترتيبُهم بها جَلي[٢]

(١٢٠) وهْيَ خلافةٌ ثلاثينَ سَنَهْ ثمّ إمارةٌ ومُلكٌ بيِّنَهْ[٣]

(١٢١) للمسلمين واجبٌ إمامُ به يُقامُ الشَّرعُ والأحكامُ[٤]

(١٢٢) يُقيمُ حدّاً ويَسُدُّ ثَغرَا يجهِّزُ الجيشَ حِمىً وقهرا[٥]

(١٢٣) ويأخذُ الزَّكاةَ والغَنائما يَقْسِمُها حتماً عليه لازِما[٦]

(١٢٤) يزوِّجُ الصّغيرَ والصَّغيرَهْ إذ لا وليْ يكفيهُمُ أمورَه[٧]

(١٢٥) ويَقهرُ القُطّاعَ للطريقِ ويَقْبَلُ الشَّاهِدَ للحُقوقِ

(١٢٦) ويقطَعُ النِزاعَ في العِبادِ يُقيمُ جمعةً معَ الأعيادِ

---

(١) وأفضل البَشَر بعد نبيِّنا أبو بكر الصّديق ﵁، ثمّ عمر الفاروق.
(٢) ثمّ عثمانُ ذُو النُّورَين، ثمّ عليٌّ المرتضى. وخلافتُهم ثابتةٌ على هذا الترتيب أيضاً.
(٣) والخلافةُ ثلاثون سَنَةً، ثمّ بعدَها ملكٌ وإمارة.
(٤) والمسلمون لا بدّ لهم من إمام ليقومَ بتنفيذ أحكامِهم.
(٥) وإقامةِ حدودِهم، وسدِّ ثغورِهم، وتجهيزِ جيشِهم.
(٦) وأخذِ صدقاتِهم.
(٧) وتزويج الصِّغار والصّغائر الذين لا أولياءَ لهم، وقسمة الغنائم ونحو ذلك.

(١٢٧) ويقهَرُ اللِصَّ ومَن تغلَّبا ونحوُ ذا ممّا عليه وَجَبا[١]

(١٢٨) وواجبٌ كونُ الإمام مُظهَرا لا مُتخَفِّياً ولا مُنتَظَرا[٢]

(١٢٩) ومِن قُريشٍ، لم يجز غيرُهُمُ وليس مختصّاً بفَخذٍ منهُمُ[٣]

(١٣٠) لا ببني هاشِمٍ أو وُلْدِ عليْ يجوز أيُّ واحدٍ منهمْ وَلِيْ

(١٣١) والاختيارُ نَفْيُهُ كالقاضيْ فإنَّ ذا الزّمانِ غيرُ الماضي

(١٣٢) وعُمَرُ قد همَّ باختيارِ سيّدِنا مُعاذٍ الأنصارِيْ

(١٣٣) وليس شرطاً عِصمةُ الإمامِ أو أنْ يكونَ أفضلَ الأنامِ[٤]

(١٣٤) والشّرطُ أن يكونَ من أهل الوِلا يَةِ التي تُوصَفُ بالإطلاقِ لا[٥]

(١٣٥) منقوصةٍ، وأن يكونَ سائساً يدفَعُ عن حُدودِنا الدَّسائسا

(١٣٦) وأن يكونَ قادِراً دَوماً على تنفيذِ أحكامٍ لئلّا تَبْطُلا

---

(١) وقهرِ المُتَغَلبَةِ والمُتَلَصّصَة، وقطاع الطريق، وإقامةِ الجُمَعِ والأعياد، وقطع المُنازَعات الواقعة بين العِباد، وقبولِ الشّهادات القائمة على الحقوق.

(٢) ثمّ ينبغي أن يكونَ الإمامُ ظاهراً لا متخفياً ولا منتظراً.

(٣) ويكون من قريش، ولا يجوز من غيرهم، ولا يختصّ ببني هاشم وأولاد علي رضي الله عنه.

(٤) ولا يشترط في الإمام أن يكونَ معصوماً، ولا أن يكونَ أفضلُ من أهل زمانِه.

(٥) ويشترط أن يكونَ من أهل الولاية المطلقة الكاملة.

(١٣٧) وحفظِ حدِّ دارةِ الإسلام مستخلِصَ الحقِّ من الظُّلّام[١]

(١٣٨) لا يَعزِلُ الإمامَ فِسقٌ جَوْرُ وخَلفَ فاجرٍ يُصلِّي بَرُّ[٢]

(١٣٩) وكلَّ فاجرٍ وكلَّ بَرِّ صلِّ عليهما بدُونِ نُكْرِ[٣]

(١٤٠) وكُفَّ عن ذكرِ الكِرامِ البَرَرَهْ من الصِّحابِ غيرَ خيرٍ تَذكِرَه[٤]

(١٤١) قد بَشّرَ النّبيُّ منهم عَشَرَهْ ونحنُ أقررنا لمن قد بَشَّره[٥]

(١٤٢) وامسحْ على الخفَين دوماً في السَّفَرْ وذا نراه وكذاك في الحَضَرْ[٦]

(١٤٣) ولا نحرِّمُ نبيذَ التَمرِ ما لم يؤَدِّ شُربُه للسُّكْرِ[٧]

(١٤٤) لا يبلغُ الوليُّ رتبةَ النَّبي وعنه لا يسقُطُ شرعُ الطلَبِ[٨]

---

(١) سائساً قادراً على تنفيذ الأحكام، وحفظِ حدودِ دارِ الإسلام، واستخلاصِ حقّ المظلوم من الظالم.

(٢) ولا ينعزل الإمامُ بالفِسق والجَوْر.

(٣) وتجوز الصّلاةُ خَلفَ كلِّ برٍّ وفاجر، ويصلّى على كلِّ برٍ وفاجِر.

(٤) ويُكفُّ عن ذِكر الصّحابة إلاّ بخير.

(٥) ونشهد بالجنّة للعَشرة الذين بشّرهم النّبيُّ ﷺ بالجنّة.

(٦) ونرى المسحَ على الخفَين في الحضر والسَّفَر.

(٧) ولا نحرِّم نبيذَ التمر.

(٨) ولا يبلغ وليٌّ درجةَ الأنبياء أصلاً، ولا يصل العبدُ إلى حيث يسقطُ عنه الأمر والنّهي.

(١٤٥) ثمّ النُّصوصُ عندنا محمولَةْ على ظواهرٍ لها مقبولَةْ[١]

(١٤٦) والعدلُ عن ظاهرِها المرادِ بزَعم باطِلٍ من الإلحادِ[٢]

(١٤٧) مَن رَدّ نصّاً واستحلّ مَعصيَهْ أو اسْتهانَ فهْوَ كُفرٌ مُرْدِيَهْ[٣]

(١٤٨) كذا مَنِ اسْتهزأ بالشّريعةِ فذاك كُفرٌ أسوَأُ الخطيئةِ[٤]

(١٤٩) واليأسُ من رحمةِ ربّي كُفرُ والأمْنُ من عذابِ ربّي كُفرُ[٥]

(١٥٠) ومَن يصدِّقْ كاهِناً بخبَرِ يكفُرْ كما أخبرَ خيرُ البَشَرِ[٦]

---

(١) والنصوصُ تُحْمَلُ على ظواهرها.

(٢) والعدولُ عنها إلى مَعانٍ يدّعيها أهلُ الباطن إلحادٌ.

(٣) وردُّ النّصوص كفرٌ، واستحلالُ المعصية والاستهانة بها كفرٌ. [فيه تفصيل وليس بمطلق؛ ففي المجلّد الخامس من "الفتاوى الرّضوية": "استحلالُ المعصية ليس بكفر على الإطلاق في المذهب المعتمَد والمحقَّق، حتّى تكونَ حُرمتُه من الضّروريّات الدِّينية، كالزِّنا أو شُرب الخَمر أو ترك الصّلاة، فإنكار شيءٍ من سِوى الضّروريّات لَيس بكفر، وإن كان ثابتاً بالقواطع، كما حقَّقه العلماءُ المحقِّقون من الأئمة المتكلِّمين". ("الفتاوي الرضوية" كتاب الصلاة، ٥/ ١٠١)] [الشيخ محمد إلياس الرضوي]

(٤) والاستهزاءُ على الشّريعة كفرٌ.

(٥) واليأسُ من رحمة الله كُفرٌ، والأمنُ من عذاب الله كفرٌ.

(٦) وتصديقُ الكاهِن بما يخبره عن الغيب كفرٌ.

(١٥١) ليس بشيءٍ عندنا المعدومُ يقضي لنا يُجيبنا العليمُ[١]

(١٥٢) وفي الدّعا من مسلمٍ والصَّدَقةْ عن ميّتٍ نفعٌ له فحَقّقَهْ[٢]

(١٥٣) وما به من الشُّروطِ أَخبَرا نبيُّنا، حقٌّ وما فيه مِرا[٣]

(١٥٤) منهُ طلوعُ الشّمسِ من مَغرِبِها نزولُ عيسى مِن سَما حَلّ بها

(١٥٥) يأجوجُ مأجوجٌ كذلك التي تُكلِّم النّاسَ بتلك الآيةِ

(١٥٦) كذلك الدجّالُ بئسَ الفِتنهْ ونارُه لَمن أطاع جَنَّهْ[٤]

(١٥٧) وقد يُصيبُ عندنا مَن يَجتهِدْ ورُبّما يُخطئُ بعدَ ما اجتهدْ[٥]

(١٥٨) وكلُّ مَن أرسلَهُم من البَشَرْ أفضلُ مِن رُسْلِ الملائكِ الغُرْ[٦]

(١٥٩) ورُسُلٌ من الملائكِ الغُرْ أفضلُ من عمومِنا نحنُ البَشَرْ[٧]

---

(١) والمعدومُ ليس بشيء.

(٢) وفي الدّعاء للأموات وصَدَقَتِهم عنهم نفعٌ لهم، والله تعالى يجيب الدّعوات، ويقضي الحاجات.

(٣) وما أخبر به النبيُّ ﷺ

(٤) من أشراط السّاعة من خروج الدجّال، ودابّة الأرض، ويأجُوج ومأجُوج، ونزول عيسى عليه السلام من السّماء، وطلوع الشّمس من مغربها فهو حقٌّ.

(٥) والمجتهد قد يُخطئ وقد يصيب.

(٦) ورُسُل البَشَر أفضلُ من رُسُل الملائكة.

(٧) ورُسُل الملائكة أفضلُ من عامّة البَشَر.

(١٦٠) ثمّ عمومُ بَشَرٍ أفضلُ مِن   عمومِ هذه الملائكِ اعْلَمَنْ[1]

الخاتمة

(١٦١) بذا يَتِمُّ جمعُ هذه الدُرَرْ   من نظمِ إبراهيمَ الحمدُو العُمَرْ

(١٦٢) وهو إلى النَّبهانِ مِن سَفيرَهْ   يارَبِّ فاحفظْها ولا تضيرَهْ

(١٦٣) بذا أشارَ الفاضلُ الشِّيواني   الشيخُ أسلمُ الفَتَى النُّوراني

(١٦٤) أتممتُها في مكّةَ المكرّمَه   جِوارَ هذِي الكعبةِ المعظَّمَه

(١٦٥) في سادسِ الأيّامِ من ذِي الحجّةِ   يارَبِّ تَوِّجْ بالقبولِ حَجّتِي

(١٦٦) سَنَةَ سبعٍ وثلاثينَ وأرْ   بَعْمِئةٍ من بعدِ ألفٍ مِن دُرَرْ

(١٦٧) ألقَى بها اللهَ وأرجُو عَفْوَهْ   وأرتجِي لدَى النّبيِّ حُظْوَهْ

تمّت بحمدِ الله على يد الفقير

إبراهيمِ علي الحمدُو العُمَر

---

(١) وعامّة البَشَر أفضلُ من عامّة الملائكة، والله أعلم.

انتهى كلام شيخ الإسلام الإمام النَّسَفي رحمه الله، الله يجمعنا وإيّاه مع الرّسول الحبيب المصطفى ﷺ وجميع الأولياء والصّديقين والموحِّدين في الفردَوس الأعلى، آمين يا أرحم الراحمين!.

بسم الله الرحمن الرحيم

المتن العربى

بسم الله الرحمن الرحيم

مَتن العَقَائِدِ النَّسَفِيَّة

قال أهلُ الحقّ: حقائقُ الأشياء ثابتةٌ، والعلمُ بها مُتَحقِّقٌ، خلافاً للسَوفَسطائية. وأسبابُ العلم للخَلق ثلاثةٌ: (١) الحواسُّ السَّليمة، (٢) والخبرُ الصادق، (٣) والعقلُ.

والحواسُّ خمسٌ: السَّمْعُ، والبَصَرُ، والشَّمُّ، واللذَّوْقُ، واللَّمْسُ. وبكلّ حاسَّةٍ منها يُوقَفُ على ما وُضعتْ هي له.

والخبرُ الصّادِق على نوعَين، أحدُهما: الخبرُ المتَواتِر، وهو الخبرُ الثّابِت على ألْسِنةِ قومٍ لا يُتصوَّر تَواطُؤُهم على الكذب، وهو مُوجِبٌ للعِلم الضروريّ، كالعِلم بالمُلوك الخالية في الأزمِنة الماضية، والبُلدانِ النائية.

والنوع الثاني: خبرُ الرّسول المؤيَّدُ بالمعجِزة، وهو يُوجِب العلمَ الاستدلالي، والعِلمُ الثابت به يضاهي العلمَ الثابت بالضرورة في التيقُّن والثَبات.

وأمّا العقلُ فهو سببٌ للعِلم أيضاً، وما ثبتَ منه بالبَداهة فهو ضروريٌّ، كالعِلم بأنّ كلَّ الشيءِ أعظمُ من جُزئِه. وما ثبتَ بالاستدلال فهو كسبيٌّ. والإلهامُ ليس من أسبابِ المعرفة بصحة الشيء عند أهل الحقّ.

والعَالَم بجميعِ أجْزَائِهِ مُحْدَثٌ؛ إذ هو أعيانٌ وأعراضٌ، فالأعيانُ ما له قيامٌ بذاته، وهو إمّا مركّب، أو غيرُ مركّب كالجَوهر، وهو الجزءُ الذي لا يتجّزأُ، والعَرَضُ ما لا يقوم بذاته، ويحدُث في الأجسام والجواهِر، كالألوان والأكوان والطُعوم والرّوائح.

والمُحدِثُ للعالَم هو اللهُ تعالى، الواحدُ، القديمُ، الحيُّ، القادِرُ، العليمُ، السّميعُ، البصيرُ، الشّائي، المُريدُ، ليس بعرَضٍ، ولا جسمٍ، ولا جَوهَرٍ، ولا مصوَّرٍ، ولا محدودٍ، ولا معدودٍ، ولا متبعضٍ، ولا متجزّئ، ولا متركِّبٍ، ولا متناهٍ، ولا يوصَف بالماهية، ولا بالكَيفيّة، ولا يتمكّن في مكانٍ، ولا يجري عليه زمانٌ، ولا يُشبِهه شيءٌ، ولا يخرج عن علمِه وقدرتِه شيءٌ.

وله صفاتٌ أزَليّةٌ قائمةٌ بذاته، وهي لا هو ولا غيرُه، وهي العلمُ، والقدرةُ، والحياةُ، والقوّة، والسَّمعُ، والبَصَرُ، والإرادةُ، والمشيئةُ، والفعلُ، والتخليقُ، والترزيقُ، والكلامُ.

وهو متكلِّمٌ بكلامٍ هو صفةٌ له أزَليةٌ، ليس من جِنس الحروف والأصوات، وهو صفةٌ منافيةٌ للسُّكوت والآفة، واللهُ تعالى متكلِّمٌ بها، آمِرٌ، ناهٍ، مخبِرٌ. والقرآنُ كلامُ الله تعالى غيرُ مخلوقٍ، وهو

مكتوبٌ في مَصاحفِنا، محفوظٌ في قلوبِنا، مقروءٌ بألسِنتِنا، مسموعٌ بآذانِنا، غيرُ حالٍّ فيها.

والتكوينُ صفةٌ لله تعالى أزَليةٌ، وهو تكوينُه -تعالى- للعالَم ولكلّ جزءٍ من أجزائه، لوقتِ وُجودِه، وهو غيرُ المكوَّن عندنا.

والإرادةُ صفةٌ لله تعالى أزَليةٌ قائمةٌ بذاته.

ورُؤية الله تعالى بالبَصَر جائزةٌ في العقل، واجبةٌ بالنقل، وقد وَرَدَ الدليلُ السَّمعي بإيجاب رؤية المؤمنين اللهَ تعالى في دار الآخِرة، فيُرَى لا في مكانٍ، ولا على جهةٍ من مقابلةٍ أو اتصالِ شُعاعٍ، أو ثبوتِ مسافةٍ بين الرائي وبين الله تعالى.

والله تعالى **خالقٌ** لأفعال العِباد، من الكُفر والإيمان والطاعة والعِصيان، وهي كلُّها بإرادةِ الله تعالى ومشيئتِه وحُكمِه وقضيّتِه وتقديرِه.

وللعِباد **أفعالٌ اختياريةٌ** يُثابُون بها ويُعاقَبون عليها، والحَسَنُ منها برضاءِ الله تعالى، والقبيحُ منها ليس برضائِه.

والاستطاعةُ مع الفعل، وهي حقيقةُ القدرة التي يكون بها الفعلُ، ويقع هذا الاسمُ على سلامة الأسبابِ، والآلاتِ،

والجوارِحِ، وصحةُ التكليف تعتمد هذه الاستطاعةَ، ولا يكلَّف العبدُ بما ليس في وسعِه.

وما يوجَد من الألَمَ في المضروب عقيبَ ضربِ الإنسان، والانكسارِ في الزُّجاج عقيبَ كسرِ الإنسان، وما أشبَهه، كلُّ ذلك مخلوقُ الله تعالى، لا صُنعَ للعبد في تخليقه. والمقتولُ ميّتٌ بأجَله، والأجَلُ واحدٌ.

والحرامُ رزقٌ، وكلٌّ يستوفي رزقَ نفسِه، حلالاً كان أو حراماً، ولا يتصوَّر أن لا يأكلَ إنسانٌ رزقَه، أو يأكلَ غيرُه رزقَه.

واللهُ تعالى يُضِلُّ مَن يشاء ويَهدي مَن يشاء. وما هو الأصلَحُ للعبد، فليس ذلك بواجبٍ على الله تعالى.

وعذابُ القبرِ للكافرين ولبعضِ عُصاةِ المؤمنين، وتنعيمُ أهلِ الطاعة في القبر مما يعلمه اللهُ تعالى ويريدُه، وسؤالُ منكَرٍ ونكيرٍ ثابتٌ بالدَّلائل السَّمعيّة.

والبعثُ حقٌّ، والوزنُ حقٌّ، والكتابُ حقٌّ، والسؤالُ حقٌّ، والحوضُ حقٌّ، والصِّراطُ حقٌّ، والجَنّةُ حقٌّ، والنّارُ حقٌّ، وهُما مخلوقتانِ مَوجودتانِ باقيتانِ، لا تَفنيانِ، ولا يُفنَى أهلُهما.

والكبيرةُ لا تُخرِج العبدَ المؤمنَ من الإيمان، ولا تُدخله في الكُفر.

والله لا يغفِر أن يُشرَكَ به، ويَغفر ما دُون ذلك لمن يشاء من الصّغائِر والكَبائر.

ويجوز العِقابُ على الصّغيرة، والعفوُ عن الكبيرة، إذا لم تكن عن استحلالٍ، والاستحلالُ كفرٌ.

والشَّفاعةُ ثابتةٌ للرُّسُلِ والأخيارِ في حقِّ أهلِ الكبائر، بالمستفيض من الأخبار، وأهلُ الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النّار.

والإيمانُ هو التصديقُ بما جاء النبيُّ ﷺ به من عندِ الله تعالى، والإقرارُ به. فأمّا الأعمالُ فهي تتزايَد في نفسِها، والإيمانُ لا يَزيد ولا يَنقُص. والإيمانُ والإسلامُ واحدٌ.

وإذا وجدَ من العَبد التصديقُ والإقرارُ صحَّ له أن يقولَ: أنا مؤمِنٌ حقّاً، ولا ينبغي أن يقولَ: أنا مؤمِنٌ إن شاء الله.

والسّعيدُ قد يَشقَى، والشَّقيُّ قد يَسعد، والتغييرُ يكون على السَّعادة والشَّقاوة دون الإسعاد والإشقاء، وهُما من صفات الله تعالى، ولا تغيُّرَ على الله تعالى ولا على صفاتِه.

وفي إرسال الرُّسُل حكمةٌ، وقد أرسلَ اللهُ تعالى رُسُلاً من البَشَر إلى البَشَر، مبشِّرين ومُنذِرين ومبيِّنين للنّاس ما يحتاجون إليه من أمور الدّنيا والدِّين. وأيّدَهم بالمعجِزات الناقِضات للعادات.

وأوّلُ الأنبياء آدمُ، وآخِرُهم محمدٌ -عليه وعليهم السّلام-، وقد رُوي بيانُ عددِهم في بعض الأحاديث، والأَولى أن لا تقتصرَ على عددٍ في التسمية؛ فقد قال الله تعالى: ﴿مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ [الغافر: ٧٨]، ولا يؤمَن في ذكر العدد أن يدخلَ فيهم مَن ليس منهم، أو يخرجَ منهم مَن هو منهم، وكلُّهم كانوا مخبِرين مبلِّغين عن الله تعالى، صادِقين ناصِحين. وأفضلُ الأنبياء محمدٌ ﷺ.

والملائكةُ عِبادُ الله تعالى العامِلون بأمرِه، ولا يُوصَفون بذُكورةٍ ولا أُنوثة.

ولله تعالى كُتُبٌ أنزَلها على أنبيائِه، وبيَّنَ فيها أمرَه ونهيَه ووعْدَه ووعيدَه.

والمعراجُ لرسول الله ﷺ في اليَقَظة بشخصِه إلى السّماء، ثمّ إلى ما شاء اللهُ تعالى من العُلى حقٌّ.

وكراماتُ الأولياء حقٌّ، فتظهر الكرامةُ على طريقِ نقضِ العادة للولي، من قَطع المسافةِ البعيدةِ في المدّةِ القليلة، وظُهورِ الطعام والشّراب واللِّباس عند الحاجة، والمشيِ على الماء، والطيرانِ في الهواء، وكلامِ الجماد والعَجماء، وغير ذلك من الأشياء، ويكون ذلك معجِزةٌ للرّسول الذي ظهرتْ هذه الكرامةُ لواحدٍ من أمّته؛ لأنّه يظهر بها أنّه وليٌّ، ولن يكونَ وَليّاً إلّا وأن يكونَ محقّاً في دِيانته، ودِيانتُه الإقرارُ برسالة رسوله.

وأفضلُ البَشَر بعد نبيِّنا أبو بكرٍ الصّديقُ ﵁، ثمّ عمرُ الفاروقُ، ثمّ عثمانُ ذو النُّورَين، ثمّ عليٌّ المرتضى ﵁، وخلافتُهم ثابتةٌ على هذا الترتيب أيضاً.

والخلافةُ ثلاثون سنةً، ثمّ بعدها ملكٌ وإمارةٌ. والمسلمون لا بُدّ لهم من إمام، يقوم بتنفيذِ أحكامِهم، وإقامةِ حدودِهم، وسدِّ ثُغورِهم، وتجهيزِ جُيوشِهم، وأخذِ صدَقاتِهم، وقهرِ المتغلِّبة والمتلصِّصة، وقطّاعِ الطريق، وإقامةِ الجُمع والأعياد، وقطعِ المنازعات الواقعة بين العِباد، وقبولِ الشّهادات القائمة على الحُقوق، وتزويجِ الصِّغار، والصغائر الذين لا أولياءَ لهم، وقسمةِ الغنائم ونحوِ ذلك.

ثمّ ينبغي أن يكونَ الإمامُ ظاهراً، ولا مختفياً ولا منتظَراً، ويكون من قريشٍ ولا يجوز من غيرهم، ولا يختصّ ببني هاشم وأولادِ علي رضي الله عنه.

ولا يُشترَط أن يكونَ معصوماً، ولا أن يكونَ أفضلَ أهلِ زمانِه، ويُشترَط أن يكونَ من أهلِ الوِلاية، سائساً قادِراً على تنفيذ الأحكام، وحفظِ حدودِ دارِ الإسلام، وإنصافِ المظلوم من الظالم.

ولا ينعزل الإمامُ بالفِسق والجَور.

وتجوز الصّلاةُ خَلفَ كلِّ برٍّ وفاجِر، ونصلِّي على كلِّ برٍّ وفاجِرٍ إذا ماتَ على الإيمان.

ونكفّ عن ذكر الصحابة إلّا بخير. ونشهد للعَشَرِ المبشَّرة الذين بشرَّهم النبيُّ عليه السلام بالجنّة.

ونرى المسحَ على الخفَّين في السفرِ والحَضَر، ولا نحرِّم نبيذَ التمر.

ولا يبلغ الوليُّ درجةَ الأنبياء، ولا يصل العبدُ إلى حيث يُسقُط عنه الأمرُ والنّهيُ.

والنُّصوصُ على ظَواهِرها، والعدولُ عنها إلى مَعانٍ يَدّعيها أهلُ الباطِن إلحادٌ، وردُّ النصوصِ كفرٌ، واستحلالُ المعصيةِ كفرٌ،

والاستهانةُ بها كفرٌ، والاستِهزاءُ على الشّريعة كفرٌ، واليأسُ من الله تعالى كفرٌ، والأمنُ من [عذاب] الله تعالى كفرٌ، وتصديقُ الكاهِن بما يُخبِره عن الغَيب كفرٌ.

والمعدومُ ليس بشيء.

وفي دعاء الأحياء للأموات وصدَقتهم عنهم نفعٌ لهم. واللهُ تعالى يُجيب الدّعواتِ ويَقضي الحاجات.

وما أخبرَ به النبيُّ ﷺ من أشراطِ السّاعة من خُروجِ الدجّال، ودابّةِ الأرض، ويأجُوج ومأجُوج، ونُزولِ عيسى عليه السلام من السماء، وطُلوعِ الشّمس من مَغربِها، فهو حقٌّ.

والمجتهدُ قد يُخطئُ وقد يُصيب.

ورُسُلُ البَشَر أفضلُ من رُسُل الملائكة، ورُسُل الملائكة أفضلُ من عامّة البَشَر، وعامّةُ البَشَر أفضلُ من عامّة الملائكة.

تمّت العقائدُ النَّسَفية، والحمد لله ربّ العالمين

[illegible]

وأولاد علي ﷺ [illegible]

ولا يشترط أن يكون معصوما [illegible] أفضل أهل [illegible] على تنفيذ الأحكام، وحفظ حدود دار [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

ولا يبلغ الوليُّ درجةَ الأنبياء، ولا يصل العبدُ إلى حيث يُسقط عنه الأمرُ والنهي

والنصوصُ على ظواهرها، والعدولُ عنها إلى معانٍ يدّعيها أهلُ الباطنِ إلحادٌ، وردُّ النصوصِ كفرٌ، واستحلالُ المعصيةِ كفرٌ،

تقریظ جلیل

جامع منقول و معقول، عمدۃ المحققین، سند الفضلاء، خیر الاذکیاء

حضرت علّامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات و سابق صدر "جامعہ اشرفیہ"

وبانی "المجمع الاسلامی" مبارکپور اعظم گڑھ

باسمہ وحمدہ تعالی

عزیزی مولانا محمد سلمان رضا فریدی مصباحی کی "نظم عقائد" دیکھی، ان کی فنّی مہارت اور قادر الکلامی سے بڑی مسرّت و خوشی ہوئی۔

شعر میں ایک تو وزن و قافیہ کی پابندی ہوتی ہے، دوسرے کم لفظوں میں زیادہ مَعانی کو پِرونا ہوتا ہے، تیسرے ثقالت اور تعقید لفظی و معنوی سے بھی بچنا ہوتا ہے، چَوتھے اس کے لیے شاعرانہ فطرت چاہیے، یا طویل مشق و مُمارَست۔ اسی لیے کسی مضمون کو شعری قالب میں ڈھالنا ہر ذی علم کو میسر نہیں ہوتا۔

پھر ایک عام نظم و غزل کی دنیا ہوتی ہے، جہاں شاعر اپنے خیالات واِحساسات کا اظہار کچھ آزادی سے کر سکتا ہے، دوسری دنیا علمی مضامین کی ہوتی ہے، جس میں شاعر دلائل اور مسلَّمات کا پابند ہوتا ہے، خصوصاً اگر کسی فن کی اصطلاحات کو اہل فن کے مطابق بیان کرنا ہے، تو اس میں بڑی دشواری پیش آتی ہے، ایک طرف اصطلاح کی پابندی، دوسری طرف وزن و قافیہ کی پابندی، تیسری طرف اِفہام و تفہیم کی صُعوبت۔ اس لیے دیکھنے میں آتا ہے کہ شاعر نے کہیں حذف سے کام لیا، کہیں

حَشو سے خانہ پُری کی، کہیں سلاست سے دست بردار ہوا، کہیں تعقید میں گرفتار ہوا۔ کامیابی کے ساتھ اس میدان کو سَر کرنا بہت کم لوگوں کا حصّہ ہوتا ہے۔

اہل کمال نے ہر وادی و کہسار اور ہر خار زار و سنگ لاخ کی سیر کی ہے، اور اپنے فنّی محاسن کی یادگار چھوڑی ہے۔ "عقائد" کا فن بلند پایہ بھی ہے اور خطرناک بھی، ذراسی لغزش آدمی کو کہیں سے کہیں پہنچا سکتی ہے، شاعرانہ کمال بے داغ گزر گیا، مگر ایمان داغدار ہو گیا تو بڑا زبردست نقصان ہوا!۔

اہل علم ان ساری مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے، عزیز موصوف کی "نظم عقائد" پر منصفانہ نگاہ ڈالیں، تو مجھے قوی امید ہے کہ ان کی علمی مہارت، فنّی کمال اور خطرناک وادی میں کامیاب جادہ پیمائی کی داد دیے بغیر نہ رہ سکیں گے!۔ اللهم زِدْ فزِدْ، وبِيَدِكَ الخير، والوقاية عن كل ضَير!.

محمد احمد مصباحی

١٩ / جُمادی الاُولیٰ ١٤٣٩ھ

٦ / فروری ٢٠١٨ء چہار شنبہ

تقریظ جمیل

قائد بے باک و جری، مخزن کمالات، منبع فہم و بصیرت، قاطع کفر و نجدیت، خطیب بے مثال، سیف رضا، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ حشمتی قادری رضوی، بانی و ناظم اعلی "جامعہ مخدومیہ رضویہ "رضانگر، وکلیۃ البنات "گلشن فاطمہ" ردَولی شریف فیض آباد، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ کرنا بڑا مشکل کام ہے، کسی بھی فن کو ایک زبان سے دوسری زبان میں وہی منتقل کر سکتا ہے، جو منقول و منقول الیہ دونوں زبانوں کے محاورات اور محل استعمال سے بخوبی واقف ہو، جس فن کو نقل کیا جارہا ہے، اس فن میں کامل دسترس رکھتا ہو، یہ کام اس وقت اَور مشکل ہوجاتا ہے، جب کسی اَدقّ فن کو نظم کی شکل میں پیش کیا جائے؛ کیونکہ اس وقت شعری قیود مترجم کے قلم کو اپنی مضبوط گرفت میں لیے رہتی ہیں، جو مترجم اس میدان سے بغیر ٹھوکر کھائے زبان کی سلاست وحلاوَت کے ساتھ گزر جائے، اسے ماہر فن کے ساتھ قادر الکلام شاعر کہا جائے گا۔

عزیزم مولانا حافظ و قاری محمد سلمان رضا مصباحی فریدی -سلّمہ زِید مجدُہ- کی نظم عقائد دیکھی، بڑی مسرّت ہوئی، عقائد نسَفیہ کو موصوف نے جس احسن اُسلوب میں بیان کیا ہے، اسے سہل ممتنع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، اور ساتھ ہی عقائد کی مشکل ترین بحثیں جیسے صفات باری تعالی وکلام باری تعالی کی بحث، بحث استطاعت، بحث خلق افعال عِباد، بندوں کے افعال اختیاریہ کی بحث اور تکوین ورؤیت باری تعالی کی

بحث میں جو آپ کے اَشعار ہیں، وہ ماہر فن ہی نہیں بلکہ ماہر فنون ہونے پر بدرجہ اتمّ دالّ ہیں، زبان کی سلاست، بیان کی عمدگی، علوم عربیہ میں گیرائی، ابواب عقائد کا استحضار، اور مترجم کی قادر الکلامی کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے ؎

جہاں خدا نے "قَصَصْنَا عَلَيْكَ" فرمایا اسی مقام پہ "نَقْصُص" کے ساتھ "لَمْ" آیا

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ دار العلوم مخدومیہ ردَولی شریف موصوف کا مادرِ علمی ہے، جہاں حفظ و قراءت کے ساتھ عالمیت تک کی تعلیم حاصل کی، ہمیشہ طلبہ میں مختلف اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے ممتاز رہے، اور اب ملک و بیرون ملک باصلاحیت نوجوان علماء میں سرخیل کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں، شعر و سخن میں ابتداء ہی سے ذَوقِ سلیم تھا، اور طبیعت اَخّاذ تھی، مشق و مُمارَست نے چار چاند لگادیا، جس کا بہترین نظّارہ پچھلے کئی سالوں سے مختلف اَصنافِ شعر و سخن میں دیکھا جارہا ہے۔ عرب و عجم، ہند و سندھ کے علماء اور صوفیاء کے فضائل و مناقب کو شعری قالب میں ڈھال کر جس حُسن و خُوبی کے ساتھ موصوف پیش کر رہے ہیں، وہ انہیں کا طرۂ امتیاز ہے، دَورِ حاضر کے نوجوان شعراء میں وہ بات دُور دُور تک نظر نہیں آرہی ہے، یہی وجہ ہے کہ عوام و علماء سب موصوف کے کلام کو داد و تحسین سے نوازتے ہیں ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

موصوف کی جس خصوصیت سے قلبی سکون حاصل ہوتا ہے، وہ تصلّب فی الدّین ہے، تقریباً دو ۲ دہائیوں سے عمان کے دار السلطنت مسقط میں مقیم ہیں، مگر اس کے رنگ و بُو سے بالکل متاثّر نہیں ہوئے، بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے اصول وضوابط جو اِن کی گھٹی میں پلائے گئے تھے، وہ جُوں کے تُوں برقرار ہیں، مولیٰ تادَم آخِر برقرار رکھے، نظم عقائد کو مقبول فی الارض بنائے، اور وہابیوں، دیوبندیوں اور صلح کلیوں کے خلاف ان کا قلم سیّال جس طرح چل رہا ہے، اس میں مزید عُروج وارتقاء عطافرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ افضل الصلوات واکرم التسلیمات !۔

عبدالمصطفی صدیقی حشمتی

دار العلوم مخدومیہ ردَولی شریف

۳جُمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ، ۲۰ فروری ۲۰۱۸ء

تقدیم

جامع منقول و معقول، عمدۃ العلماء

حضرت علّامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی حفظہ اللہ تعالیٰ

بانی و مہتمم "جامعہ نضرۃ العلوم" کراچی

ورکنِ رکین نصابی وامتحانی بورڈ "تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان"

بسم الله الرّحمن الرّحيم

لك الحمد يا وهّاب! إليك الإياب، ثمّ عليك الحساب، يا ربَّ الأرباب! صلِّ على حبيبِك الأوّاب، وسلِّم مع الآل والأصحاب، أسألك هدايةَ الحقّ والصَّواب، وبعد:

فهذا متنُ العقائدُ للنَّسَفي　　في المنظوم الأردى للفريدي

مِن مُنية الشِّيواني المَيمني　　ذا كلُّه مِن فضلِ الله العلي

أكثرُ المسائل فيه جَلي　　وبعضُها خفي يا أخي

والتفصيلُ في الكتاب الخَفي　　والسّلام من الرّضوي الأشرَفي

سُستی و کاہلی باعث تباہی و بربادی ہے، جو قوم کاہلی کے جس قدر موٹے گا بھے لپیٹ لیتی ہے، وہ اتنی ہی پستی میں گر جاتی ہے، کاہلی کو اپنا شِعار بنا لینے والے بے جان جُثّوں کا نمونہ بن جاتے ہیں، وہ دوسروں کے لیے تو کیا مفید ہوں گے، خود اپنے لیے بھی غیر مؤثّر ہوتے ہیں، ان کی حالت ڈھاک کے تین پات کی مانند ہوتی ہے۔

مثل مشہور ہے کہ سُستی مفلسی کی ماں ہے، محض سمجھانے کے لیے ایک مثال قلمبند کی جاتی ہے، کہ ایک شخص بیری کے سائے تلے چِت لیٹا ہوا تھا، کہ ایک پکا ہوا بیر اس کے سینے پر آن پڑا، دل کھانے کو چاہ رہا ہے، نگاہ اسے دیکھ رہی ہے، ہاتھ بھی اٹھانے کے لیے کار آمد ہے، منہ میں دانت بھی سلامت ہیں، مگر کاہلی کا مارا اس کے باوجود بیر کھانے سے محروم حالتِ سابقہ ہی پر پڑا ہوا ہے، کہ ایک گھڑ سوار کا وہاں سے گزر ہوا، تو سَدا کے نکمے نے صدا لگائی، اے بھائی! وہ رُکا، سواری سے اُترا اس گمان سے کہ شاید کوئی مصیبت زدہ ہے، اُسے کیا معلوم کہ یہ تو کاہلی کا مارا ہے، پوچھا: کیا بات ہے؟ کہا: سینے پر پڑا بیر میرے منہ میں ڈال دو! غصہ تو بہت آیا، پر سوچا: جب اُتر گیا ہوں تو ڈال ہی دیتا ہوں! بیر منہ میں ڈال کر دوبارہ سوار ہو کر ابھی کچھ ہی چلا تھا، کہ پھر وہی آواز کانوں سے ٹکرائی، پوچھا: اب کیا ہوا؟ بولا: گٹھلی تیرا باپ نکالے گا؟

اگر کوئی کہنے والا کہے، کہ دَورِ حاضر میں کرکٹرز (Cricketers) ہاتھ دھو کر کرکٹ (Cricket) کھیلنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، بالر (Bowler) کو رات دن یہ فکر کھائے جا رہی ہے، کہ وکٹیں (Wickets) کس طرح اُڑائی جائیں گی، میڈن اوور (Maiden Over) کرانا کیونکر ممکن ہوگا؟ بیٹس مین (Batsmen) پر چوکے چھکے مارنے کا بُھوت سوار ہے، وکٹ کیپر (Wicket-keeper) وکٹوں کے پیچھے عقاب کی طرح گیند پر نگاہیں مرکوز رکھتا ہے، گیند کی سمت دیکھتے ہوئے کیچ (Catch) لینے کے لیے دائیں بائیں چھلانگ بھی لگاتا ہے، اسٹمپ (Stamp)

کرنے کے لیے ہر لمحہ چوکنا اور بے قرار رہتا ہے، گویا کہ مانند بُوزینہ حرکتیں کرتا رہتا ہے، سکون نام کی کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ فٹبالر (Footballer) شب و روز گول (Goal) کرنے میں مہارتِ تامّہ حاصل کرنے پر جُٹا ہوا ہے، گول کیپر (Goalkeeper) گول بچانے کی ترکیب میں جُتا ہوا ہے۔

اداکار اداکاری میں عُروج پانے کے لیے کوشاں ہے، کہ دنیا بھر میں اس کی دھاک بیٹھ جائے، گلوکار گلوکاری میں ایسی ترقی کی تگ ودَو میں ہے، کہ جہاں بھر میں اس کی چھاپ لگ جائے۔ موسیقار نِت نئی موسیقی اُجاگر کرنے کی تگ ودَو میں لگا ہوا ہے۔ ڈانسر نے مٹکتے، انگڑائی لیتے، اٹکھیلی بھرتے چنچل پَن دکھاتے، بلکہ بعض اعضائے بدن کو ننگا کرتے، دیکھنے والوں کو لُبھانے اور مدہوش کرنے کی ٹھانی ہوئی ہے۔ ہدایتکار نو بہ نو فہمائش ذہن میں رَچائے بَسائے ہے، خواہ عُریانی فحاشی کی انتہاء ہو جائے۔ چور اور ڈاکو چوری اور ڈاکہ زَنی کے نِت نئے حربے بنانے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہیں، حتیٰ کہ بھکاری مانگنے کے تازہ بتازہ منصوبے بنانے میں لگے ہیں۔

کیا یہ کاہلی ہے؟ نہیں تو، یہ تو ہمہ وقت مصروفیت و مشغولیت ہی ہے! تو کوئی جواب دینے والا جواب دے: پیارے! یہ تو محض لہو و لعب، کھیل کُود، اور مذموم و معیوب کرتُوتوں میں تیز طرار، چاق چوبند ہونا ہے، اگر یہی سندِ سَوغاتِ کبوت سر پر اُٹھائی، ماتھے پر سجائی تو ذِلّت و رُسوائی کے سوا کیا ہاتھ لگے گا؟

یقیناً حرکاتِ مزبورہ بے برکات گرد وغبار کا بولا ہے، یہ تو کار کے باوجود بے کار ہے، کار تو کارِ آخرت ہے، خواہ اُمورِ دنیا کو شریعتِ مطہّرہ کے سانچے میں ڈھال کر ہو۔ بس اُمورِ آخرت پر عمل پیرا ہونے میں بے دَم ہونا کاہلی کے پنجرے میں بند ہونا ہی نقصان و خُسران ہے؛ کہ ایسی کاہلی ہی قعرِ مذلّت میں دھکیل دیتی ہے، وقار کو مجروح، قدر و منزلت کو ناپید، اور اعتماد کو ٹھیس پہنچاتی ہے، اور یہاں مراد یہی کاہلی ہے۔ اس کے برعکس جس کو مصروفیت و مشغولیت سمجھ لیا گیا ہے، وہ توقوّتِ علمیہ و عملیہ ودافعیہ سے یکسر خالی وعاری ہے، مگر اسے فَن اور اس کے حاملین کو فنکار، بلکہ اسٹارز (ستارے) سمجھا جارہا ہے، اور اسی غلط فہمی میں قومِ مسلم کے نَو عمر اور نوجوان اُن کی راہ پر چلنے کے لیے بے قرار ہیں، حالانکہ یہ ہدایت کے باوفا ستارے نہیں، بلکہ ضلالت کے بے ضیاء ستارے ہیں۔

ہدایت کے ستارے تو اصحابِ رسول ﷺ ہیں، جن کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ بنفسِ نفیس معلّمِ کائنات، فخرِ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بالواسطہ قیامت تک آنے والوں کے بھی معلّمِ اعظم ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ * وَآخَرِينَ

﴿مِنْهُمْ لَـمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾[1] "(رسول اللہ ﷺ) اُن پر اس (اللہ) کی آیتیں پڑھتے ہیں، اور انہیں پاک کرتے ہیں، اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں، اور یقیناً وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے، اور اُن میں سے اَوروں کو پاک کرتے، اور علم عطا فرماتے ہیں، جو اُن اگلوں سے نہ ملے"۔ نبیٔ مکرّم رسولِ معظّم ﷺ نے فرمایا: «أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ»[2] "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، لہٰذا تم ان میں سے جس کسی کی اقتداء کروگے، ہدایت پاجاؤ گے"۔

افسوس صد افسوس! عباسی خلیفہ ہارون رشید جیسا کوئی حاکم ہوتا، تو مذکورہ کرتُوتوں پر قومی خزانے سے اربوں روپے برباد کرنے کے بجائے، ان گندگیوں میں لتھڑے ہُوؤں کو سزا دیتا، اور تنبیہ کرتا کہ ذہنی صلاحیت کا حامل وہ کام بجالائے، جس سے اپنا ہی نہیں، بلکہ قوم وملّت کا بھی فائدہ ہو۔ بموجب شنیدہ عباسی خلیفہ ہارون رشید کو بتایا گیا، کہ ایک فنکار آپ کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا متمنّی ہے، سو اُسے اجازت دے دی گئی، اس نے دربار میں حاضر ہو کر ایک سُوئی زمین میں گاڑی، پھر کھڑے ہو کر دوسری سُوئی ہاتھ میں لے کر اس کی طرف پھینکی، تو وہ گڑی ہوئی سُوئی کے ناکے میں جا گھسی، پورا دربار عَش عَش کر اُٹھا، اسے دوبارہ یہی کام کرنے کو کہا گیا، اس

(۱) پ۲۸، الجمعۃ: ۲، ۳۔

(۲) "مشكاة المصابيح" كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب الصحابة، الفصل ٣، ر: ٦٠١٨، ٣/ ٣٣٥.

نے دوبارہ وہی کام کر دکھایا، عباسی خلیفہ نے حکم دیا: اس کو دس ۱۰ درہم دے دیے جائیں، اور دس ۱۰ جُوتے بھی لگائے جائیں! پُوچھا گیا: عالی جاہ! دس ۱۰ درہم کی عطا تو سمجھ میں آتی ہے، پر دس ۱۰ جُوتوں کی سزا کس خطا پر ہے؟ فرمایا: یہ شخص ذہنی صلاحیت اور ہُنر رکھتا ہے، مگر اس نے اپنا وقت ایسی بے کار چیز میں ضائع کیا، جس سے نہ قوم کو کوئی فائدہ ہے، اور نہ ملک ہی کو، اِسی بِنا پر دس ۱۰ جُوتوں کی سزا دی گئی۔

جاننا چاہیے کہ یہ چُستی اور ہوشیاری صرف کھیل کُود تک محدود نہیں، بلکہ سرکاری، نیم سرکاری، اور غیر سرکاری شعبوں، محکموں اور اداروں میں بڑی یا چھوٹی تنخواہیں پانے کے باوجود، رِشوت لینے کے لیے ہر ایک منہ کھولے تیار بیٹھا ہے، بلکہ ان میں ملازمت کرنے والے، اوپر سے نیچے تک محض مال ہتھیانے کے لیے ہر طرح کا کرپشن (Corruption) کرنے کے لیے تُلے بیٹھے ہیں اِلّا ماشآء اللہ، متذکرہ کرتُوت اپنے پاؤں پر آپ کُلہاڑی مارنے کے مترادِف ہے۔

اتنا بھی نہیں سوچتے ہیں، اور نہ سمجھتے ہیں، کہ یہ تو جس ہانڈی میں کھانا، اُسی میں چھید کرنا، اور جس ٹہنی پر بیٹھنا، اُسی کو کاٹنا ہے، شاید اِن حضرات کی آنکھوں اور کانوں نے

اس فرمان کو دیکھا یا سُنا ہی نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ہے، کہ آپ نے رِشوت دینے والے، اور رِشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے، كذا في "السُّنن الكبرى"[1].

مگر ان کو نہ کوئی حیاء ہے اور نہ کوئی احساس! مَثل مشہور "جس نے کی بے حیائی، اس نے کھائی دودھ مَلائی" کے پیشِ نظر رِشوت کو رِشوت سمجھتے ہی نہیں، بلکہ خدمت، گفٹ، مٹھائی اور چائے پانی وغیرہا الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، یہ سمجھنے کی زَحمت ہی گوارا نہیں کرتے، کہ بَھلا شراب پر پاکولا (Pakola) کا لیبل چسپاں کر دینے، اور سُؤر کو دُنبے کی کھال پہنا دینے سے کیا شراب کا پینا، اور سُؤر کا کھانا حلال ہو جائے گا؟!۔

یہ کوئی ڈھکی چُھپی بات نہیں، بلکہ ہر دن اخبارات کی سُرخیاں ان حضرات کی کہانیاں بیان کر رہی ہیں، یہ وَبا وبَلا دفتروں اور اداروں تک محصور نہیں، روڈوں پر بھی جا بجا ہے، بلکہ محکمۂ اوقاف میں مصلّائے امامت پر فائز کرنے کے لیے بھی رشوت لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا، نیز بعض مدارِس دِینیہ کو سرکاری فنڈز دینے میں بھی جوڑ توڑ کی بھرپُور کوشش کی جاتی ہے، الأمان والحفيظ!

اسی طرح کے مالِ ناحق کے بُھوکے هل مِن مزيد؟ کے نعرے بلند کرنے والے لوگوں نے، مذکورہ اداروں کو تباہی وبربادی کی دہلیز تک پہنچانے میں کوئی

(١) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب آداب القاضي، جُماع أبواب ما على القاضي في الخصوم والشهود، باب التشديد في أخذ الرشوة ...إلخ، ١٠/ ١٣٩.

کسر اُٹھا نہ رکھی، اس کے باوجود ان کا حال جُوں کا تُوں ہی ہے، کہ کوئی جیئے یا مَرے، ان کو اپنے کام سے کام ہے۔

ذہن نشین رہے کہ ایک ہے گفتار، اور دوسرا ہے کردار، اگر کہا جائے فی زمانا گفتار کے غازی تو بے حساب ہیں، پر کردار کے غازی کمیاب ہیں، تو کیا یہ بے جا ہوگا؟ عُروجِ نام میں کوشاں، اور حقیقی کام سے گریزاں بلکہ نالاں، بربادی کی طرف پیش قدمی کے سوا اَور کیا ہے؟! نیز یہ تو انتہائی خطرناک ہے کہ نام تو چاہے بڑے سے بڑا، اور کام کرے چھوٹے سے چھوٹا، بلکہ بُرے سے بُرا!۔

میرے عزیز! اَسلاف کو یاد رکھنا، اور ان کے کردار کو عملی جامہ پہنانا، اَز حد ضروری ہے، جن کے کام بڑے بڑے تھے، بایں سبب اللہ تعالی نے ان کے نام بھی بڑے بڑے کر دیے، کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آج تک ان کے نام اَذہان وقلوب سے مَحو نہ ہوسکے، نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ حقیقی کام سے نام خود ہی بلند ہو جاتا ہے، دنیا کے جائز اُمور میں چاق چَوبند رہنا، اور اُمورِ عُقبی کو سَرانجام دینے میں مجاہد بن کر رہنا، اسلام وایمان کا تقاضا ہے، ان دونوں میں سُستی و کاہلی سے کام لینا، اسی کا رد یہاں مطلوب ہے اور بَس!

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾[1] "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں"۔ نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُوراً﴾[2] "اور جو آخرت چاہے، اور اس کے لیے ایمان کے ساتھ بھرپور کوشش کرے، توانہی لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی!"۔

حدیثِ پاک میں ہے: «لا يجيئنَّ أحدُكم يومَ القيامة سَبَهْلَلاً!» فسَّر: فارغاً ليس معه من عمل الآخرة شيء. "تم میں سے کوئی قیامت کے دن ہرگز بے کار اور تہی دست نہ آئے! (کہ اس کے ساتھ آخرت کے عمل میں سے کچھ نہ ہو!)"۔

قولِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہے: «إنّي لأكره أن أرى أحدَكم سَبَهْلَلاً، لا في عملِ دنيا، ولا في عملِ آخِرة» كذا في "لسان العرب"[3]. "بلاشبہ میں ضرور ناپسند کرتا ہوں، کہ تم میں سے کسی کو بے کار ونکما دیکھوں! نہ وہ دنیا کے کسی جائز کام میں ہو، اور نہ آخرت کے کسی عمل میں ہو"۔

(۱) پ۲۸، الصف: ۲۔

(۲) پ۱۵، الإسراء: ۱۹۔

(۳) "لسان العرب" حرف اللام، فصل السين المهملة، ۱۱/ ۳۲۴.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً آیا ہے: «إنّي لأكره الرّجلَ فارغاً، لا في عمل الدّنيا، ولا في عمل الآخِرة» كذا في "سنن سعيد بن منصور"(۱). "بلا شبہ میں سخت ناپسند کرتا ہوں، کہ کسی شخص کو فارغ دیکھوں! نہ وہ کسی جائز عملِ دنیا میں ہو، اور نہ کسی عملِ آخرت میں ہو"۔

"تفسیر قُرطبی" میں ہے: "قَوْلٌ بلا عملٍ، كَثَرِيدٍ بلا دَسمٍ، وسَحابٍ بلا مَطرٍ، وقَوسٍ بلا وَتَر"(۲). "وہ قول جو بلا عمل ہو، ایسے ثرید (عرب کے کھانے میں سے ایک قسم) کی طرح ہے، جو گوشت کی چکنائی کے بغیر ہو، ایسے بادلوں کی طرح ہے جس میں بارش نہ ہو، ایسی کمان کی طرح ہے جس میں تانت نہ ہو"۔ بس بات ہی بات ہو، کام کچھ نہ ہو، یہ چیز جہاں عوام کے لیے مضر ہے، وہاں اہلِ علم واقتدار کے لیے بھی اَز حد مضر ہے۔

خیر آمدَم بر سرِ مطلب: اہلِ علم حضرات ہی میں سے ایک مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی شیوانی -سلّمہ اللہ القوی- بھی ہیں، سُستی وکاہلی ان سے کوسوں دُور، بلکہ ان کے قریب نہ پھٹکنے پر مجبور! راقم انہیں ان کے بچپن سے جانتا ہے، اُس وقت اِن

---

(۱) انظر: "المقاصد الحسنة" حرف الهمزة، تحت ر: ۲٤٦، صـ۱۳۳، نقلاً عن سعيد بن منصور في "سننه".

(۲) "الجامع لأحكام القرآن" الفاطر، تحت الآية: ۱۰، الجزء ۱٤، صـ۲۸۸.

میں علمِ دین حاصل کرنے کا ذَوق وشَوق اور جذبہ پایا، اسے اس طرح سچ کر دکھایا، کہ اندرونِ ملک ہی نہیں، بلکہ بیرونِ ملک رہ کر محنتِ شاقّہ سے علومِ دِینیہ کی تکمیل کی، نیز فراغت کے بعد فارغ ہوکر نہیں بیٹھے، درس وتدریس، تالیف وتصنیف، اور حلِ مسائلِ شرعیہ بصورتِ اِفتاء کی ذمّہ داری سنبھالی، خصوصًا مجدّدِ وقت، امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان -علیہ رحمۃ الرحمن- کی بعض کتب ورسائل، اور ان کے والدِ گرامی، رئیس المتکلّمین، علّامہ نقی علی خان -علیہ رحمۃ اللہ المنّان- کے بعض رسائل پر تخریج وتحقیق کے عظیم الشان کام کا بیڑا بھی اٹھایا، حالانکہ ابو ظبی کے محکمۂ اوقاف میں متوظّف ہونے کے بعد اِمکان تھا، کہ جب خُوب گزارا ہو رہا ہے، تو اَب بھاگ دَوڑ کرنے، اور سر کھپانے کی کیا ضرورت؟! مگر یہ سُستی وکاہلی کا شکار نہ ہوئے، بلکہ متذکرہ اُمور میں خدمت سَرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اصل "فتاوی رضویہ" نئے سِرے سے عمدہ کتابت اور دِیدہ زَیب کاغذ پر، رہ جانے والے فتاوی کے اِضافہ کے ساتھ طبع کرانے کے لیے تیار ہوئے، اور بتوفیقِ الٰہی اسے طباعت سے ہمکنار کیا!۔

الغرض دن بدن خدماتِ دِینیہ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، یہ فریضۂ خدمت خود بھی سرانجام دے رہے ہیں، اور دیگر اہلِ علم حضرات سے بھی آداب وہَدایا کے ساتھ کسی نہ کسی جہت سے حاصل کر رہے ہیں، زیرِ نظر عربی متن "عقائد نسَفی" کا منظوم اردو ترجمہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، چنانچہ راقم اب اس سے متعلق کچھ اس طرح عرض گزار ہے:

حرف کو حرف سے اِعراب کے ذریعے ملا کر لفظ بنانے کو "ہِجا" کہتے ہیں، اور ان حُروف کو حروفِ تہجی، یا حروفِ ہِجا کہتے ہیں۔ "حروفِ ہجا من حيث هي حروف الهجا علومِ رَسمیہ میں کسی خاص معنی کے لیے موضوع نہیں، بلکہ وہ آلۂ تادّیۂ مَعانیِ مختلفہ ہیں، جیسے معنی چاہیں اِن سے ادا کر سکتے ہیں، اچھے ہوں خواہ بُرے، یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انہیں حروف سے ادا ہوتا ہے، ایسے آلۂ مطلقہ کو من حيث هي كذا، حَسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے، بلکہ وہ مدح وذَم وثواب وعقاب میں اُس چیز کا تابع ہوتا ہے، جو اُس سے ادا کی جائے، تلوار بہت اچھی ہے، اگر اس سے حمایتِ اسلام کی جائے، اور سخت بُری ہے، اگر خونِ ناحق میں بَرتی جائے، اسی لیے حدیث میں فرمایا: «الشِّعرُ بمنزلة الكلام، حَسنُه كحَسن الكلام، وقبيحُه كقبيح الكلام»[1] رواه البخاري في "الأدب المفرَد"، والطبَراني في "المعجم الأوسَط" عن عبد الله بن عَمرو بن العاص، وأبو يعلى عنه وعن أمّ المؤمنين الصّديقة، والدارقُطني عن عُروة عنها، والشّافعي عن عُروة مرسَلاً رضي الله تعالى عنهم وإسنادُه حَسن.

---

(١) "الأدب المفرَد" باب الشعر حسنه كحسنه الكلام ومنه قبيح، ر: ٨٨٦، صـ١٩٤.

"شعر بمنزلۂ کلام کے ہے، تواِس کا اچھا مثل اچھے کلام کے ہے، اور اِس کا بُرا مثل بُرے کے۔ امام بخاری نے "اَدبِ مفرَد" میں، امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن عاص سے اِسے روایت کیا ہے، اور محدّث ابو یعلی نے ان سے، اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے بھی اِسے روایت کیا ہے، اور امام دار قُطنی نے بواسطہ حضرت عُروہ مائی صاحبہ سے، اور امام شافعی نے حضرت عُروہ سے بطورِ اِرسال اِسے روایت فرمایا ہے، اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو۔ اس حدیث کی سند درجۂ حسن رکھتی ہے"۔

یہ اسی سبب، کہ اَوزانِ عروضیہ ادائے ہر گونہ کلام کے آلہ ہیں، تواِن پر -في أنفُسِها- کوئی حکمِ حُسن وقُبح نہیں ہو سکتا، بلکہ مؤدّی بہا کے تابع ہوں گے، شعر میں اچھی بات ادا کی جائے تو حدیث صحیح میں: «إنّ من الشّعر لَحكمةً»[1] "یقیناً بعض شعر ضرور حکمت ہوتے ہیں" ارشاد ہوا ہے۔ اور یاوہ سَرائی یا ہرزہ درائی کی جائے، تو ﴿الشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾[2] "شاعروں کی پیروی، اور ان کا اتّباع گمراہ لوگ کرتے ہیں" فرمایا گیا۔

---

(١) "المقاصد الحسنة" حرف الهمزة، ر: ٢٥٥، صـ١٣٦.

(٢) پ١٩، الشعراء: ٢٢٤۔

وہاں: «إنّ الله يؤيِّد حسّانَ بِرُوح القُدُس»(۱) "اللہ تعالیٰ حضرت جبریل سے حضرت حسّان کی تائید کرتا ہے" کی بِشارتِ جانفزا ہے، اور دوسری طرف: «امرؤُ القَيس صاحبُ لواءِ الشُّعراء إلى النّار»(۲) "امرؤ القیس شاعروں کا علمبردار آتشِ دوزخ میں ہے" کی وعید جانگزا۔ رواه أحمد والبزّار عن أبي هريرة رضي الله عنه "اسے احمد وبزّار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے"(۳)۔

قرآن کریم اور حدیث شریف سے واضح ہے، کہ شعر علی الاِطلاق نہ اچھا ہے اور نہ بُرا، اس کا حَسَن و قبیح ہونا مضمونِ شعر پر مَوقوف ہے، یقیناً شعر خارج اَز کلام نہیں۔ اظہر من الشمس ہے کہ اچھا کلام اچھا، اور بُرا کلام بُرا ہے، خواہ منظوم ہو یا منثور۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "شعر کلام ہے، اس کا اچھا کلام اچھا ہے، اور بُرا کلام بُرا" كذا في "المشكاة"(٤). احادیث کریمہ میں جہاں اَشعار کی مذمّت آئی ہے،

---

(١) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب حسان بن ثابت الأنصاري رضي الله عنه، ر: ٦٠٥٨، ٦/ ٢١٩٢.

(٢) "المسند" مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ر: ٧١٣٠، ٣/ ٥.

(۳) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب الحظر والاباحۃ، ضمن رسالہ: "الکشف شافیا"، ۱۵/۷۴۶، ۷۴۷۔

(٤) "مشكاة المصابيح" كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل ٣، ر: ٤٨٠٧، ٣/ ٣٧.

وہاں فضیلت بھی مذکور ہے، اور متذکرہ بالا حدیث شریف میں ایک میزان اور کسوٹی دے دی گئی ہے، جس سے اَشعار کا قُبح اور حُسن تولنا اور پرکھنا چنداں مشکل نہیں۔

اشعار شعر کی جمع ہے، اور شعر کا عُرفی معنی وہ کلام ہے، جو مَوزُون و مقفّٰی ہو، لُغت میں شعر کا معنی علم (جاننا) ہے، اور اصطلاح میں اُس کلام کو شعر کہتے ہیں، جس میں بالقصد کلام کے آخری الفاظ کو ایک وزن اور ایک قافیہ پر لایا گیا ہو، لہذا اگر کسی کلام کا آخر بدُون قصد ایک وزن پر ہو، تو اس کو شعر نہیں کہا جاتا، یعنی شعر کہنے اور شعر ڈھل جانے میں بُعد المشرقین ہے۔

بہرکیف عرب کے فصحاء اور دیگر ماہرینِ کلام نے کہا ہے، کہ محض کلامِ مَوزُون کو شعر نہیں کہا جاتا، شعر صرف اُس کلام کو کہا جاتا ہے، جو شعر کہنے کے قصد سے کہا جائے۔

دنیائے اَشعار نئی نہیں بلکہ بہت پُرانی ہے، "دستور العلماء" میں ہے کہ مؤرّخین نے کہا ہے، کہ سب سے پہلا شعر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تھا، جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا، انہوں نے اس غم میں یہ اَشعار کہے: ع

تغيّرت البلادُ ومَن عليها فوَجهُ الأرضِ مغبرٌ قبيح

تغيّر كلُّ ذي طعمٍ ولَونٍ وقَلّ بَشاشَةُ الوجه المَليح

وهابيلُ أذاقَ الموتَ فإنّي عليك اليومَ محزونٌ قَريح

"تمام شہر اور ان کے رہنے والے متغیّر ہوگئے، زمین کا چہرہ غبار آلود اور خراب ہوگیا، ہر ذائقہ والی اور رنگدار چیز متغیّر ہوگئی، اور چہروں کی بَشاشت ومَلاحت بھی کم ہوگئی، اے ہابیل! تُو نے مَوت کا ذائقہ چکھ لیا، لہذا آج تجھ پر میری طبیعت غمزدہ اور ملول ہے"

قاسم بن سلام بغدادی نے کہا، کہ سب سے پہلا شعر حضرت نُوح علیہ السلام کے بیٹوں میں سے یعرب بن قطحان نے کہا، اور فارسی میں سب سے پہلا شعر بہرام گور نے کہا[1]۔

نبیٔ کریم -علیہ الصلاۃ والتسلیم- نے بنفسِ نفیس بعض اَشعار سُنے ہیں، جیسا کہ کتبِ حدیث میں وارد ہے، کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اُمیّہ بن ابی الصلت کے سَو۱۰۰ اَشعار سُنے۔ نیز شعر اچھا ہونے کی وجہ سے قابلِ تعریف ہوجاتا ہے، جیسا کہ "صحیح البخاری" میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے، وہ لبید کی بات ہے: "ألا كلُّ شيءٍ مَا خلا الله باطلُ"[2] "سُن لو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔

صحابۂ کرام -علیہم الرضوان- کی ایک بڑی تعداد نے بھی اَشعار کہے اور سُنے، جیسے حضرت سواد بن قارب، حضرت عبد اللہ بن رَواحہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم، اور حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ تو اس باب میں مشہور ومعروف ہیں، جس پر دیوانِ حسّان شاہد ہے جو چَھپا ہوا ہے، نہ کہ چُھپا ہوا۔ اور "صحیح مسلم" میں ان کے تیرہ ۱۳ اَشعار مذکور ہیں، جن میں پہلا شعر یہ ہے: ع

---

(۱) "دستور العلماء" باب الشين مع العين المهملة، ۲/ ۱۵۷.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب مناقب الأنصار، باب أيّام الجاهلية، ر: ۳۸٤۱، صـ٦٤٤.

هجوتَ محمداً فأجبتُ عنه وعند الله في ذاك الجزاء[1]

"تُو نے محمد ﷺ کی ہجو کی، تو میں نے اُن کی طرف سے جواب دیا، اور اس میں اللہ تعالی کے پاس بڑی جزا ہے!"

حضرت زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالی عنہ کے اَشعار میں سے ایک یہ ہے: ع

امننْ علينا رسولَ الله في كرم فإنّكَ المرءَ نرجوه وندّخِر[2]

"یارسول اللہ! ہم پر اِحسان فرمائیے اپنے کرم سے! حضور ہی وہ مرد کامل وجامع فواضِل ومَحاسِن وشمائل ہیں، جس سے ہم امید کریں، اور جسے وقتِ مصیبت کے لیے ذخیرہ بنائیں!"

حضرت اسوَد بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ع

أنت الرّسولُ الّذي تُرجى فواضلُه عند القُحوط إذا ما أخطأ المطرُ[3]

"حضور آپ ہی وہ رسول ہیں، جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے، قَحط کے وقت جب بارش خطا کر جائے"

(١) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله تعالى عنه، ر: ٦٣٩٥، صـ١٠٩٦.

(٢) "المعجم الكبير" من اسمه زهير، ر: ٥٣٠٣، ٥/ ٢٦٩.

(٣) "الإصابة في تمييز الصحابة" حرف الألف، باب الألف بعدها السين، تحت ر: ١٦٩، ١/ ٢٢٨.

حضرت مالک بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض ملاحظہ ہو: ع

ما إن رأيتُ ولا سمعتُ بواحدٍ في النّاس كلِّهم كمثلِ محمّد

أوفَى فأعطى للجزيل لمجتدِي ومتى تشأ يخبرُك عمّا في غدِ[1]

"میں نے تمام جہاں کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سُنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے، اور فُزوں ترسائلِ نفع کو کثیر عطا بخشنے والے، اور جب تُو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتادیں!"

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَشعار میں سے ایک شعر یہ ہے: ع

فأشهَدُ أنّ اللهَ لا ربَّ غيرُه وأنتَ مأمونٌ على كلِّ غائبِ[2]

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ ہر غیب پر امین ہیں!"

خیر شعر و سخن سے متعلق بات طویل ہوگئی، اصل غرض یہ ہے کہ "عقائد نسَفی" متن کا منظوم اردو ترجمہ جو دو سَو بیس ۲۲۰ اَشعار پر مشتمل ہے، یہ مفتی موصوف کے بالواسطہ اور بلاواسطہ کہنے پر لکھے گئے ہیں، اور لکھنے والے حضرت علّامہ محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی ہیں۔

(۱) "الإصابة في تمييز الصحابة" حرف الميم، تحت ر: ۷٦۸۹، ۵/ ۵۵۱.

(۲) "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" حرف السين، باب سواد، تحت ر: ۱۱۰۹، ۲/ ٦۷۵.

علّامہ موصوف کا انڈیا کے شہر بارہ بنکی سے تعلق ہے، وہاں سے عمان کے دار الحکومت مسقط میں فروکش ہوئے، عمانی کرنسی کی قدر کون نہیں جانتا، مگر دیش سے بے دیش ہونے، اور آسودگی ملنے کے باوجود جادۂ مستقیم سے نہ ہٹے، بلکہ ڈٹے کے ڈٹے رہے، خوشحالی میں خدماتِ دینیہ سَرانجام دینے میں سُستی و کاہلی کا شکار نہ ہونا دَورِ حاضر میں بہت بڑی بات ہے! یقیناً جب علمِ نافع کی پختہ بنیاد پر عملِ صالح کی حسین عمارت، محبتِ رسول ﷺ کے ہیرے سے درخشندہ و تاباں ہو، تو کوئی بھی کرنسی اسے خیرہ نہیں کرسکتی ہے۔ علّامہ فریدی صاحب "عقائد نسَفی" کے متن کا منظوم اردو ترجمہ کر کے سعادتِ عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔

استاد محترم سعیدِ ملّت -علیہ الرحمۃ- حکیمانہ اَشعار کا مَعدن ومنبع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نورِ ایمان، اعمالِ صالحہ کی قوّت، اللہ تعالی کے بکثرت ذکر اور فرشتوں کی تائید سے غور وفکر کے بعد، نیک اور حکیمانہ اَشعار کہے جاتے ہیں، اور ان کو مَوزُون الفاظ کے قالب میں ڈھالا جاتا ہے، اور اللہ تعالی کی توفیق، اور اُس کے اِلہام سے حقائق اور دقائق کو اَشعار کے رُوپ میں پیش کیا جاتا ہے، اور مواعظِ حسَنہ، دنیا کی مذمّت، آخرت کی رغبت، عبادت کے ذَوق اور اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اور ان کی حمد ونعت، صحابہ اور اہلِ بیت کی منقبت، اور اسلام کی تعلیم پر مشتمل اَشعار کہے جاتے ہیں"[1]۔

(۱) "تبیان القرآن" ۸/۵۴۳۔

مختصر یہ کہ عقائدِ حقّہ صحیحہ صادقہ کا بیان قرآن وحدیث میں جابجا آیا ہے، ان کو اپنانے، اور ان کا اعتقاد رکھنے ہی میں نَجات ومغفرت کی نویدِ جانفزا آئی ہے، عقائدِ باطلہ غیر مستقیمہ کاذبہ کی تردید ومذمّت بھی مذکور ہے، اور ان سے اجتناب نہ کرنے، اور انہیں ترک نہ کرنے میں ہلاکت ودائمی عذاب فی النار کی وعیدِ جانگزا بھی موجود ہے۔

"عقائدِ نسَفی" بیانِ عقائد کے مُتون میں سے ایک اہم متن ہے، اور متون ومختصرات وہ ہیں، کہ ائمہ -علیہم الرحمہ- حفظِ مذہب کے لیے لکھتے ہیں، لہذا بابِ عقائد میں اِس متن کو حفظ کرنا اہم وضروری ہے، اگرچہ کلامِ منثور کو حفظ کرنا بھی ناممکن نہیں، مگر مشکل ضرور ہے، اسی بِنا پر برائے آسانی اس کا منظوم اردو ترجمہ کیا گیا؛ تاکہ بڑے ہی نہیں بلکہ نَو عمر بچے بھی اسے حفظ کرلیں، کہ علومِ دِینیہ میں علمِ عقائد وکلام کا مرتبہ بلند وبالا، ارفع واعلی ہے، نیز اس کی اَہمیت وضرورت روزِ رَوشن سے زیادہ عیاں ہے۔

"فتاوی رضویہ" میں ہے: "حدیث «طلب العلم فريضةٌ على كلّ مسلم»[1] [ومسلمة] کہ بوجہِ کثرتِ طُرق وتعدُّدِ مخارج حدیث حَسن ہے، اس کا صریح مُفاد ہر مسلمان مَرد وعورت پر طلبِ علم کی فرضیت ہے، تو یہ صادق نہ آئے گا، مگر اس علم پر جس کا تعلّم فرضِ عین ہو، اور فرضِ عین نہیں مگر اُن علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو، ان کا اعم واَشمل واعلی واکمل واَہم واجلّ

(۱) "سنن ابن ماجه" حرف السين، باب سواد، تحت ر: ۱۱۰۹، ۲/ ۶۷۵.

علم اصولِ عقائد ہے، جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنّی المذہب ہوتا ہے، اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالی!""[1]۔

"فتاوی رضویہ" ہی کے دوسرے مقام میں ہے: "بدیہیاتِ دِینیہ سے ہے کہ اوّلاً عقائدِ اسلام وسنّت، پھر اَحکامِ صلاۃ وطہارت وغیرہا ضروریاتِ شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے"[2]۔

اختتامی کلمات یہ ہیں، کہ اللہ تعالی اچھی فکر کے حامل، محرِّک مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی شیوانی-سلّمہ اللہ القوی-اور اپنے فَن کے ماہر، متحرِک فاضل نوجوان علّامہ محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی-حفظہ اللہ الولی-کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی حفاظت اور خدمتِ دین متین میں مزید برکت عطا فرمائے!۔

والسلام

محمد الیاس رضوی اشرفی

جامعہ نضرۃ العلوم، کراچی

۸/مارچ ۲۰۱۸ء

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاباحۃ، ۱۶/۱۲۹، ۱۳۰۔

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاباحۃ، ۱۶/۶۱۹۔

تقدیم

جامع العلوم، رئیس الادباء، زینتِ خامہ وسخن، نازشِ اہلِ فن،

حضرت علّامہ نفیس احمد مصباحی، شیخ الادب "جامعہ اشرفیہ" مبارکپور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علی حبیبہ الکریم

عقائد دین کی اَساس اور بنیاد ہیں، ان کی درستی کے بغیر کسی کا دین صحیح نہیں ہوسکتا، اعمال بھی عقیدے کی درستی کے بغیر کار آمد نہیں ہوتے؛ کیونکہ عقائد کی حیثیت جڑ کی ہے، اور اعمال شاخوں کی طرح ہیں، اور بغیر جڑ کے شاخوں کا وجود نہیں ہوسکتا۔

ابتداء میں دیگر علوم وفنون کی طرح علم عقائد بھی مُدَوَّن ومرتَّب نہیں تھا، صحابۂ کرام جو کچھ قرآن وحدیث میں پاتے، یا ان کا دینی شعور جن واضح عقائد کا اِدراک کرتا، انہیں کو کافی سمجھتے تھے، وہ اعتقادی فُروع کی باریکیوں میں نہ پڑتے تھے، لیکن بعد میں جب نئے نئے فتنے اٹھے، نئے نئے فرقے اور گروہ وجود میں آئے، اور اسلام کے نام پر غیر اسلامی عقائد تراشے جانے لگے، تو علمائے حق نے محسوس کیا کہ اب ان لوگوں کی بے اعتدالی اور بے راہ رَوی کو واضح کرنا، اور ان کے غیر اسلامی اَفکار ونظریات کا پردہ چاک کرکے صحیح اسلامی افکار وعقائد امّت کے سامنے لانا ضروری ہے؛ تاکہ سادہ لَوح عوام ان کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثِّر ہوکر ان کے دامِ تزویر میں نہ پھنس جائیں، اس طرح علمائے ربانیین نے اس طرف توجہ فرمائی، قرآن وحدیث

کے دلائل کی رَوشنی میں اس کے اصول وفُروع مقرّر کیے، اور اسے باضابطہ ایک مستقل علم کی حیثیت دی، جسے علمِ عقائد وعلمِ کلام کہاجانے لگا۔

دیگر علوم کی طرح اس علم میں بھی مختلف انداز کی کتابیں لکھی گئیں، کچھ بہت مفصَّل اور ضخیم، کچھ متوسّط، اور کچھ بہت مختصر اور جامع، اسی طرح کچھ نثر میں اور کچھ نظم میں۔ ان میں علّامہ ابوحفص نجم الدّین عمر بن محمد بن احمد نَسَفی -علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت:۴۶۱ھ -وفات:۵۳۷ھ)- کی کتاب "العقائد النَّسَفية" کو بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی، عربی، فارسی، اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں اس کی شرحیں، حواشی اور تعلیقات لکھی گئیں۔ ان کے درمیان علّامہ سعدالدّین تفتازانی علیہ الرحمۃ کی "شرح العقائد النَّسَفية" سب سے زیادہ مشہور ومقبول ہوئی، جو اَب تک اسلامی مدارس کے نصابِ تعلیم میں داخل ہے۔

میری جان کاری کی حد تک "عقائد نَسَفیہ" کو اردو نظم کے سانچے میں ڈھالنے کا کام سب سے پہلے عزیزِ گرامی حضرت مولانا سلمان رضا مصباحی بارہ بنکوی -زِید مجدُہ- کے حصۂ سعادت میں آیا ہے، جس کے لیے بجاطور پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نثر کے مقابل شعر میں کوئی بات کہنا مشکل ہوتا ہے؛ کیونکہ نثر میں میدان وسیع ہوتا ہے، فضا کھلی ہوتی ہے، اور پرواز کے لیے پوری آزادی ہوتی ہے، جبکہ شعر میں میدان تنگ، فضا محدود اور وزن، قافیہ اور ردیف کی پابندی لازم ہوتی ہے، عزیزِ موصوف نے عقائد وکلام کے دقیق، اہم اور نازک مسائل کو شعر کی صورت میں پیش کرکے یہ ثابت کردیا ہے، کہ وہ شعروشاعری میں کمال کے ساتھ

علم عقائد و کلام کے مسائل پر بھی اچھی دسترس رکھتے ہیں، اور انہیں ربِّ کریم نے تعبیرِ معنی اور اظہارِ مافی الضمیر کی بھرپور صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

میں مولانا موصوف کو دورِ طالب علمی سے جانتا ہوں، عشقِ رسالت، اَسلاف سے عقیدت، بزرگوں سے محبت، اکابر کا احترام، اساتذہ کی تعظیم، مشائخ کی تکریم، دین میں تصلّب، فکر میں اعتدال، مثبت اور تعمیری کاموں کا رجحان ان کے اوصافِ حمیدہ ہیں۔ آپ نے نثر سے زیادہ نظم اور شاعری کو اپنا ذریعۂ اظہار بنایا ہے، اور اس میں نہ صرف کامیابی حاصل کی ہے، بلکہ مسلسل عروج وارتقاء کی منزلیں طے کر رہے ہیں، اور یہ ان پر اللہ عزّوجلّ کا خصوصی فضل ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ع

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آخر میں ان کی اس کامیاب دینی و علمی خدمت پر، بہت بہت مبارکباد پیش ہے، اور دعا ہے کہ ربِّ کریم اسے قبول فرمائے، اسے اُخروی سعادت اور سرخ رُوئی کا ذریعہ بنائے، اور انہیں مزید خدماتِ جلیلہ مقبولہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم!۔

مؤرخہ ۴/جُمادی الآخرہ، ۱۴۳۹ھ
۲۱، فروری، ۲۰۱۸ء
بروز چہار شنبہ

نفیس احمد مصباحی
خادم تدریس جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

شاعرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً!

علمِ کلام کی بنیادی اور اہم کتاب "شرحِ عقائد" جو درسِ نظامی میں داخل ہے، اس کا متن نجم الملۃ والدّین، ابو حفص، علّامہ عمر نسَفی علیہ الرحمۃ (متوفّٰی ۵۳۷ھ) کا ہے، اور شرح، امام المتکلّمین، محقّقِ علوم و فنون، کثیر التصانیف، حضرت علّامہ سعد الدّین تفتازانی علیہ الرحمۃ (متوفّٰی ۷۹۳ھ) نے فرمائی، اور خالص علمی و فنّی انداز میں علمِ کلام کے مسائل کو دلائلِ عقلی و نقلی سے مبرہن کیا، میرے یہ اَشعار اسی کتاب کے متن کا ترجمہ ہیں۔

ہُوا یوں کہ ۱۷ جولائی ۲۰۱۷ء، ۲۳ شوّال المکرّم ۱۴۳۸ھ بروز دوشنبہ مبارکہ، محقّق عالمِ دین، نامورَ قلم کار، اہلِ سنّت کے معتبر عربی جریدے "المشاہد" کے بانی و مدیر، علّامہ ڈاکٹر انوار احمد بغدادی صاحب کا حکم ہوا، کہ متحدہ عرب امارات میں سرکاری اِفتاء سینٹر ابوظبی کے مفتی اور ریسرچ اسکالر، حضرت علّامہ مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی صاحب، "شرح عقائد" پر تحقیقی کام کررہے ہیں، اِس سلسلے میں انہیں منظوم اردو ترجمہ درکار ہے، یہ کام آپ کردیں، پھر مفتی صاحب قبلہ کا بھی حکم ہوا۔ اپنی کم علمی کے اعتراف کے باوجود مجھے اِن موقّر عالمانِ اہلِ سنّت کا حکم ماننا پڑا، مگر تبلیغ و خطابت، اِصلاح و تصحیحِ شعر و سخن اور دیگر گوناگوں مصروفیات کے باعث تاخیر ہوتی رہی، پھر بفضلہ

تعالیٰ صفر المظفر ۱۴۳۹ھ کے ابتدائی ہفتے میں کام کا آغاز کیا، اور پچیس ۲۵ صفر المظفر، یومِ رضا کے مبارک موقعے پر تقریباً بیس ۲۰ دن میں یہ منظوم ترجمہ مکمل ہوا۔

اَشعار لکھتے وقت، جو بات پیشِ نظر تھی وہ یہ کہ: عبارت کو آسان تر لفظوں میں ڈھالوں، اور اختصار کو ملحوظ رکھوں، البتہ جہاں کہیں ایک ہی مصرعے میں بات پوری ہوگئی ہے، تو قافیے کی رعایت اور ضرورتِ شعری کی بنیاد پر دوسرا مصرع بطور تشریح لایا گیا ہے، نیز بعض جگہ اَشعار میں ربط پیدا کرنے کے لیے مغلَق عبارت کو کچھ کھول کر بیان کیا گیا ہے، اور تشریح میں علّامہ تفتازانی کی "شرح عقائد" سے مدد لی گئی ہے۔ چونکہ "عقائد نسَفی" میں بے حد اختصار ہے، اور جو فنّی اصطلاحات ہیں، ترجمے میں انہیں خاص لفظوں میں باقی بھی رکھنا تھا، اس لیے لب و لہجے کو آسان اور اُسلوب کو سہل رکھنے کے باوجود، علم کی گہرائیاں اور مسائل نظری کی دقّتیں موجود ہیں، مگر اہلِ بصیرت کے لیے درست نتیجے تک پہونچنا مشکل نہیں۔

منظوم ترجمے میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں، فیصلہ اہلِ فن اور اہلِ سخن فرمائیں گے، آج میں جو بھی ہوں، وہ بزرگوں کے کرم، اساتذہ ووالدین کی دعاؤں کی وجہ سے ہوں، بطور خاص، مُناظرِ اہلِ سنّت، حق گو اور بے باک عالم دین، کرامت شیر بیشۂ اہل سنّت، خلیفۂ تاج الشریعہ، محافظ ناموس رسالت، سیف رضا، حضرت علّامہ عبد المصطفیٰ صاحب صدیقی حشمتی قادری رضوی، بانی وناظم جامعہ مخدومیہ رضویہ، رضانگر ردَولی شریف کی رَہنمائی اور سرپرستی کا ثمرہ ہے۔

اللہ تعالی ہمارے بزرگوں اور اَحباب کو سلامت رکھے، ہم سب کو مزید فکر وفن کی گہرائیاں عطا فرمائے، اِن آشعار کو نافعِ خاص وعام بنائے، اور ہم سے آخری دَم تک خلوص کے ساتھ دینِ متین کی خدمتیں لیتا رہے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ۔

محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی،

نوری مسجد، مسقط عمان

وطن: موضع رسول پور پوسٹ علی آباد

ضلع بارہ بنکی، یوپی - انڈیا

منظوم تاثر

ممتاز شاعر، حضرت مولانا شبیر قادری صاحب، سحؔر اورنگ آبادی

دقیق فن میں بایں طور نظم پیرائی ۔۔۔ در ارضِ سخت، بآسانی جادہ پیمائی
یہ آئینہ ہے، فریدؔی کی خوش بیانی کا ۔۔۔ اور اک نمونہ ہے یہ قدرتِ لسانی کا
بصیرت انکی، یوں ہمراہ وہم عنان رہی ۔۔۔ فضائے تنگ میں بھی عمدہ تراُڑان رہی
بالاختصار، یہ واضح رسالۂ منظوم ۔۔۔ کیا ہے خامۂ سلماؔن نے جسے مرقوم
دعا ہے رب سے کہ فیضان اس کا عام کرے ۔۔۔ اِسے سخن کے فلک کا مہِ تمام کرے
سحؔر نے لکھی ہے تاریخ از روئے شمسی ۔۔۔ یہ نظم متن عقائد قبول ہو ربی
۲۰۱۷ء

بسم الله الرحمن الرحيم

أردو منظوم

گلہائے عقائد نسفیہ، در سلکِ نظم

(۱) خدا کا شکر، جو ہے سب سے افضل واعلیٰ — خدا کا شکر، جو ہے سب سے برتر وبالا

(۲) سبھی عُیوب ونقائص سے ہے بَری مَولیٰ — ہراک شریک سے، ہمسر سے ہے غنی مَولیٰ

(۳) رسولِ پاک پہ بے انتہا درود و سلام — وہی ہیں صاحبِ لَولاک، اور خیرِ اَنام

(۴) نبی کی آل پہ، اصحاب پہ رہیں دائم — دُرودوں اور سلاموں کے سلسلے قائم

(۵) شروع کرتا ہوں، نظمِ "عقائدِ نَسَفی" — ہے بے مثال، ضیائے فرائدِ نَسَفی

(۶) بہت عظیم ہے، بے حد اہم ہے علمِ کلام — یہ ایک نیّرِ تاباں، یہ ماہتابِ ظلاَم

(۷) زبانِ صِدق ویقیں سے یہ اہلِ حق نے کہا — ہیں نفسِ اَمر میں ثابت، حقائقُ الاَشیاء

(۸) تو اُن کا علم یقینی ہے اور ہے پختہ — ہُوا ہے اِس سے مگر اختلافِ سُوفِسطا

(۹) وہ مانتے ہیں، کہ شَے کچھ نہیں ہے عاطِل ہے — جو اس کی ذات ہے، وَہم وخیالِ باطِل ہے

(۱۰) انہی کے بعض کا ہے ماننا کچھ اَیسا بھی — کہ ہم جو سوچ لیں، بس ہیں حقیقتیں وَیسی

(۱۱) اسی گروہ کے کچھ لوگوں کی ہے یہ بولی — ہر ایک شَے کے ثبوت وعدم میں "لاادرِی"

(۱۲) کسی طرح سے نہیں ہوتا اُن کا شک زائل — کہ اس گروہ کو نورِ یقیں، نہیں حاصل

(۱۳) مگر دلائلِ اَربابِ حق سے ہے یہ عیاں — کہ ہیں حقائقِ اَشیاء کے سلسلے تاباں

(۱۴) برائے خلق، سببِ علم کے ہیں تین، ہی نقل — حَواسِ خمسہ، واَخبارِ صادقہ، اور عقل

(۱۵) حَواسِ خمسہ میں ہے، سُننا، دیکھنا، چُھونا — انہی کے ساتھ ہے اشیا کو سُونگھنا، چکھنا

(۱۶) ہر ایک حاسّہ، مخصوص شان رکھتا ہے — کہ جیسے سننے کا فَن صِرف کان رکھتا ہے

(۱۷) پھر اس کے بعد ہیں صادق خبر کی دو قسمیں — وہ بات سچّی ہے جو بھی نبی، رُسُل بولیں

(۱۸) خبر، مقامِ تواتُر کو جو پہنچ جائے — پھر اس کے بعد ہی سچّی خبر وہ کہلائے

(۱۹) کہ جس کو ہم سُنیں، اتنے کثیر لوگوں سے — کہ اُن کا جُھوٹ پہ ہونا، مُحال ہو جائے

(۲۰) خبر ملوک کی، شہروں کی، جو ہُوئی معلوم — اُسے بدیہی کہیں گے، نہیں ہے وہ مَوہوم

(۲۱) نبی کی بات، ہے مُوجِب علومِ نظری کی — کہ غَور و فکر سے ہم پر گرہ کُھلی اس کی

(۲۲) کہ وہ نبی جنہیں تائیدِ معجزات ملی — تو یہ دلیل ہے سچائی کی، صداقت کی

(۲۳) خبر رُسل کی، بدیہی کی مثل ہوتی ہے — جو دل کے دھاگے میں، دُرِّ یقیں پروتی ہے

(۲۴) وہ علم، جس کا کرے اکتساب، عقلِ سلیم — وہی بدیہی و نظری میں ہوتا ہے تقسیم

(۲۵) بدیہی، جیسے کہ "کُل جُز سے ہے بڑا قطعی" — دُھوئیں سے آگ کی پہچان، ہے شِقِ ثانی

(۲۶) دلیلِ علم میں، اِلہام کو گنا یا نہیں — کہ اُس سے خَلق نے، عرفانِ عام پایا نہیں

(۲۷) یہ کائنات، یہ عالَم، تمام حادِث ہے — ہر اک جہان کا، سارا نظام، حادِث ہے

(۲۸) سوائے رَب کے ہیں حادِث، تمام مَوجودات — عدم سے بالیقیں آئی وُجود میں ہر ذات

(۲۹) بغور سنیے یہاں، ترجمانِ فن کی لَے — کہ اب بیانِ دلیلِ حُدوثِ عالَم ہے

(۳۰) وُجود، دو ہی طرح سے زمانے میں ہوں گے — عَرَض بنیں گے یا جَوہر کے خانے میں ہوں گے

(۳۱) جو اپنی ذات میں قائم ہے، وہ ہُوا جَوہر — عَرَض وہی ہے کہ جس کی بَقا ہو اَوروں پر

(۳۲) کیے گئے ہیں، جَواہر کے دو دھڑے تسلیم — تو وہ مرکّب و مفرَد میں ہو گئے تقسیم

(۳۳) وہ عین، جس کی مزید اَور ہو سکے تقسیم — مرکّب اس کو کہا، جس کا ہے وُجود، جسیم

(۳۴) جو منقسم نہ ہو وہ جُز، ہے پیکرِ مفرَد — کہ جزءِ لا یتجزّیٰ ہے جَوہرِ مفرَد

(۳۵) کچھ اِس طرح سے حُدوثِ عَرَض ہے جَوہر میں — کہ جیسے، سُرخی کا ہونا ہے جسمِ اَحمر میں

(۳۶) کہ جیسے ذائقے، کھانوں میں ہیں سمائے ہُوئے — کہ جیسے، خوشبو ہے پھولوں میں گھر بَسائے ہُوئے

(۳۷) ہوں جیسے، کَون کے اَوصاف، شَے میں آئے ہُوئے — سُکون و حرکت و جمع و فراق پائے ہُوئے

(۳۸) تغیّرات سے اِن سب کو جو قرار نہیں — یہی سند ہے کہ ذات اِنکی پائیدار نہیں

(۳۹) خدا کی ذاتِ مقدّس ہے صانعِ عالَم — وہی ہے قادر و مختار و خالقِ اعظَم

(۴۰) بصیر و حَیّ و سمیع و علیم، اُس کی ذات — غنی و واحد و واجب قدیم اُس کی ذات

(۴۱) فقط اُسی کی مشیئت سے چل رہا ہے نظام — ہے بس اُسی کے اِرادے سے دَورِ صبح و شام

(۴۲) عَرَض، نہ جسم، نہ جَوہر، ہے اُس کی ذاتِ پاک — خیال و فکر سے، برتر ہے اس کی ذاتِ پاک

(۴۳) خدا، کسی بھی زمان و مکاں کی حَد میں نہیں — خدا، حُدود و قُیود اور خال و خَد میں نہیں

(۴۴) خدا کی ذات بَری، جنس و ماہیت سے ہے — خدا کی ذات بَری کیف و کمّیت سے ہے

(۴۵) نہ کوئی جُز ہے نہ ترکیب، ذاتِ باری میں — کوئی مثیل نہیں اُس کا، شانداری میں

(۴۶) وہ ہے، ہمیشہ سے، اُس کی نہ ابتدا کوئی — سدا رہے گا، نہیں اُس کی انتہا کوئی

(۴۷) خدا کے علم سے کوئی بھی شَے نہیں خارج — کوئی بھی، قدرتِ مَولیٰ سے، ہے نہیں خارج

(۴۸) حیات و قوّت و سمع و بصر، صفات اُس کی — ہیں علم و فعل و مشیئت، ارادہ، قدرت بھی

(۴۹) ہر ایک شَے کا، وہی خالقِ حقیقی ہے — کھلاتا سب کو ہے، وہ رازقِ حقیقی ہے

(۵۰) نہ عینِ ذات، نہ اُس سے جدا، صفاتِ رب — سبھی قدیم ہیں، قائم ہیں وہ بذاتِ رب

(۵۱) ہمارا رب، متکلّم ہے اور کلام صفت
ہے دائمی، اَزَلی اور بہت ہی تام صفت

(۵۲) کلام رب کا، الگ ہی مقام رکھتا ہے
بغیر حَرف وصَدا ہے، دَوام رکھتا ہے

(۵۳) سُکوت وآفت ونقصان کے مُنافی ہے
کلامِ رب، کسی بُحران کے مُنافی ہے

(۵۴) کلام ہی کے سبب، وہ ہے ناہی وآمر
بوجہِ وصفِ تکلّم، وہ ذات ہے مخبِر

(۵۵) یہاں سے ذکر ہے، قرآن کے حقائق کا
کہ وہ کلامِ خدا ہے، نہیں ہے خَلق شدہ

(۵۶) لکھا گیا ہے وہ قرآنِ پاک، کاغذ پر
کیا گیا اسے محفوظ، سینوں کے اندر

(۵۷) ہم اپنے کانوں سے قرآنِ پاک سنتے ہیں
زبانوں سے وہی قرآنِ پاک پڑھتے ہیں

(۵۸) حقیقی وصف کا ہرگز نہیں حلول اِن میں
مگر بہت سی ہیں اُلجھی ہوئی عُقول اِن میں

(۵۹) صفت ہوئی متجلی یہ ممکنات کے ساتھ
مگر قدیم ہے، قائم ہے رب کی ذات کے ساتھ

(۶۰) جو حفظ وسمع وقراءَت ہے اور کتابت ہے
حُدوثِ قرآں کی بس ان کے ساتھ نسبت ہے

(۶۱) صفاتِ رب میں ہے تکوین بھی عظیم صفت
تو یہ بھی ہے اَزَلی، واجب وقدیم صفت

(۶۲) مَعانی اس کے ہیں، عالَم کا خَلق فرمانا
اور اس کے اَجزا کو رنگِ وُجود میں لانا

(۶۳) خدائے پاک، کسی شَے کو جب بناتا ہے
وہیں پہ جلوۂ تکوین، جگمگاتا ہے

(۶۴) مگر وہ غیر ہے، مخلوق میں نہیں ہے شمار
کہ جیسے فعل کی، مفعول سے الگ ہے قطار

(۶۵) ارادہ بھی، صفتِ رب ہے دائمی اَبَدی
ہے اختیارِ الٰہی کی، اسمیں جلوہ گری

(۶۶) صفت یہ، قائم ودائم ہے رب کی ذات کے ساتھ
یہ بن گئی اَزَلی، ربِ کائنات کے ساتھ

(۶۷) نہیں ہے رُویتِ باری مُحال، بندوں کو
خدا جو چاہے، دکھائے جمال، بندوں کو

(۶۸) خدا کی دِید، تو عقلاً جواز رکھتی ہے
دلیلِ نقلی، بہت دِلنواز، رکھتی ہے

(۶۹) خدا کو حشر میں ایمان والے دیکھیں گے
اُسے سعادت و عرفان والے دیکھیں گے

(۷۰) کسی جہت، نہ مسافت، نہ دَر سے ہوگی دِید
نہ اِتّصالِ شُعاعِ بَصر سے ہوگی دِید

(۷۱) ہے سارے بندوں کے اَفعال کا خُدا خالق
کوئی بھی بندہ نہیں اپنے فعل کا خالق

(۷۲) بدی و نیکی و ایمان و کفر، سارے کام
حکیم رب کی مشیئت سے پاتے ہیں انجام

(۷۳) خدا نے بندوں کو دی، اِستطاعت و قدرت
تو ہے شریکِ عمل، اُن کا عزم اور نیّت

(۷۴) مگر ہے اچھے عمل میں، رِضائے رب شامل
بُرے عمل پہ، خدا کی رِضا نہیں حاصل

(۷۵) عمل کے ساتھ ہے اظہار، استطاعت کا
نہ یہ کہ پہلے ہے اِصدار، ایسی قدرت کا

(۷۶) وجود، فعل کا ہوتا ہے اس ذریعے سے
تو کیسے لازمی ہوگی یہ فعل سے پہلے

(۷۷) عِبادِ رب کے کچھ افعال، اختیاری ہیں
اُنہی پہ ساری سزائیں، جزائیں طاری ہیں

(۷۸) ملی سلامتی، آلات اور جَوارِح کی
اِسی پہ صحّتِ تکلیف نے بِنا پائی

(۷۹) جمالِ قدرت و اَسباب، پہلے بخشا گیا
پھر اس کے بعد، مکلَّف انہیں بنایا گیا

(۸۰) بحسبِ طاقت و قوّت ہی بوجھ ملتا ہے
یہاں ہر ایک کا حصہ، بقدر جُثّہ ہے

(۸۱) کسی کی ضرب سے جو بھی اَلَم پہنچتا ہے
کسی کی چوٹ سے، شیشہ جو ٹوٹ جاتا ہے

(۸۲) کسی کے قتل سے مقتول جو ہوا ہے فَوت
حُلول کرتی ہے مُردے کی ذات میں جو مَوت

(۸۳) نہیں ہیں بندے کی تخلیق و اِکتساب یہ سب
خدا نے پیدا کیا ہے، یہ سب ہیں خَلقِ رَب

(۸۴) سنو! کہ مَوت سے پہلے، مَرا نہیں مقتول
اَجَل کے وقت ہی سُوکھا ہے زندگی کا پھول

(۸۵)اجَل ہے ایک ہی، دو کی نہیں ہے گنجائش کہ جیسے سب کی ہُوئی، صرف ایک پیدائش

(۸۶)حرام روزی بھی، ہے رِزق ہی کے زُمرے میں کہ جسم وجاں کی تغذِی ہے اس کے کھانے میں

(۸۷)ملے گا سب کو زمانے میں جو ہے لکّھا رِزق حلال ہو کہ حرام، اُس سے کم نہ ہوگا رِزق

(۸۸)نہ کھا سکے گا کوئی دوسرا، کسی کا رِزق اور اُس سے کم بھی نہ پائیں گے، جو ہے اُن کا رِزق

(۸۹)نہ ہوگی روزی کے اندر، کوئی کمی بیشی بغیر حصے کا کھائے، نہ مَوت آئے گی

(۹۰)جسے بھی چاہے ہدایت عطا کرے مَولیٰ جسے بھی چاہے ضَلالت کی راہ دے مَولیٰ

(۹۱)جو چیز بندوں کے حق میں ہو اچھی اور بہتر وہی ضروری ولازِم نہیں ہے مَولیٰ پر

(۹۲)لحد میں کافر و مشرِک کو ہے عذاب شدید ہے اُن پہ دائی تعذیب واضطراب شدید

(۹۳)سَزا ہے بعض گنہگار مؤمنوں کو بھی وَفا شِعاروں پہ اللہ کی عطا ہوگی

(۹۴) لحد میں ہونگے سوال نکیر و مُنکَر بھی دلیلِ حق سے یہ ثابت ہے اور اَظہر بھی

(۹۵)پسِ وفات، دوبارہ اُٹھائے جائیں گے یہ بات حق ہے کہ اَعمال تولے جائیں گے

(۹۶) رہِ صِراط سے، سب کو گزارا جائے گا جو نیک ہیں انہیں کوثر پلایا جائے گا

(۹۷) ملے گا عرصۂ محشر میں دفترِ اعمال کرے گا بعضوں سے ربُّ العُلیٰ کلام وسُوال

(۹۸)خدا کی خَلق ہیں، مَوجود ہیں بہشت ونار سَدا سَدا کے لیے، دونوں کا ہے اِستقرار

(۹۹) کبھی، بہشتی وناری فنا نہیں ہوں گے سَدا رہیں گے، شِکارِ قضا نہیں ہوں گے

(۱۰۰)ہے سخت، گرچہ گناہِ کبیرہ سے نقصان نہ ہوگا اس سے مگر کوئی خارجِ ایمان

(۱۰۱) بڑا شَقی ہے گناہِ کبیرہ کا عامِل مگر نہ اَیسا، کہ ہو جائے کفر میں داخل

(۱۰۲) خدا کرے گا کسی حال میں نہ شِرک مُعاف — عَلاوہ شِرک کے ہوسکتے ہیں گنہ سب صاف

(۱۰۳) کسی گناہ کو چھوٹا کبھی نہ سمجھے کوئی — کہ باز پُرس بھی ہوسکتی ہے صَغائر کی

(۱۰۴) خدا جو چاہے، کرے درگزر کبیرہ سے — خدا جو چاہے صغیرہ پہ بھی عقوبت دے

(۱۰۵) حلال جان کے جو بھی کرے، کبیرہ گناہ — تو ایسا شخص، یقیناً ہے کافر وگمراہ

(۱۰۶) ہو انبیاء ورُسُل اور نیکوں پر رَحمت — بروزِ حشر، بنیں گے، یہ شافعِ امّت

(۱۰۷) عطا کرے گا اجازت انہیں خدائے قدیر — بنیں گے اہلِ کبائر کے یہ شفیع ونصیر

(۱۰۸) جو مؤمنین، گناہِ کبیرہ کر بیٹھے — ٹھکانا ان کا، نہیں نار میں سَدا کے لیے

(۱۰۹) وہاں سے نکلیں گے، ہونگی سزائیں جب پوری — بہارِ خُلد پہ پھر، ہوگی ان کی مَقدوری

(۱۱۰) خدا کے پاس سے جو کچھ، رسول لائے ہیں — سبھی کو ماننا، ایماں اسی کو کہتے ہیں

(۱۱۱) یہ ماننا، کہ وہ سچّے ہیں، بات سچّی ہے — یہی تو دَولتِ ایمان، کی نشانی ہے

(۱۱۲) زبان وقلب سے تصدیق کا ہے نام ایماں — یقین دل میں ہو، اِقرار کر رہی ہو زباں

(۱۱۳) عمل میں ہوگی کمی بیشی، ہاں مگر اِیماں — قَبول کرتا نہیں ہے اِضافہ ونقصاں

(۱۱۴) نہیں ہے فاصلہ، اسلام اور ایماں میں — کوئی بھی فرق نہیں، مؤمن ومسلماں میں

(۱۱۵) یہ دونوں ایک ہیں بس نام کی جُدائی ہے — کہ بُوئے صِدق وصَفا، دونوں میں سَمائی ہے

(۱۱۶) ہوں جس کسی میں بھی اِقرار اور یقیں قائم — وہ بول سکتا ہے، اب میں ہوں مؤمن ومسلم

(۱۱۷) مگر یہ کہنا، کہ مؤمن ہُوں، ربّ نے چاہا گر — ہے اس میں ظنّ وگماں بھی، تو یہ نہیں بہتر

(۱۱۸) عقیدہ ہے، کہ بدل سکتے ہیں سعید و شَقی — مگر حقیقتِ اِسعاد واِشقا، ہے اَزَلی

(۱۱۹) یہ دونوں رَب کی صفت ہیں، سبھی کو ہے تسلیم
ہر ایک وصفِ الٰہی ہے واجب اور قدیم

(۱۲۰) رُسُل جو بھیجے ہیں، پروَردگارِ عالَم نے
ہیں اس میں حکمت وتدبیر کے کئی جَلوے

(۱۲۱) بشَر کے پاس، بشَر میں سے انبیاء آئے
وہ سب، ہدایت وعرفان کے گُہر لائے

(۱۲۲) کہ وہ مطیع کو پہنچائیں، مژدۂ جنّت
گناہ گار کو بتلائیں نار کی ہیبت

(۱۲۳) سکھائیں سب کو وہ، دنیا و دین کی باتیں
سبھی کے حسبِ ضرورت ہوں ان کی سَوغاتیں

(۱۲۴) خدا نے ان کو اُتارا ہے معجزے دے کر
وہ آئے خارقِ عادت، اُمور کو لے کر

(۱۲۵) ہے معجزات سے تائیدِ ایزدی ان کو
تمام خَلق پہ، حاصل ہے بَرتری ان کو

(۱۲۶) جہاں میں سب سے مُقدَّم ہے آمدِ آدم
حضور شاہِ مدینہ ہیں آخِر وخاتَم

(۱۲۷) ہوا ہے ختم، نبوّت کا سلسلہ اُن پر
سمٹ گیا ہے رِسالت کا دائرہ اُن پر

(۱۲۸) نبی، رسول کی تعداد ہے نہیں ظاہر
کلامِ باری ہے اس بات کی طرف مُشعِر

(۱۲۹) جہاں خدا نے "قَصَصْنَا عَلَيْكَ" فرمایا
اسی مقام پہ "نَقْصُص" کے ساتھ "لَم" آیا

(۱۳۰) اگرچہ ذکرِ عدد ہے حدیث کے اندر
خدا کے قَول کے آگے، ہے اس سے صَرفِ نظر

(۱۳۱) کسی عدد کے تعیُّن سے ہے یہی نقصاں
رہے گا اس میں کم وبیش کا ضرور امکاں

(۱۳۲) عدد جو کم ہوا، تو ہوں گے کچھ نبی باہر
ہُوا زیادہ، تو آئیں گے غیر بھی اَندر

(۱۳۳) سبھی رسول، پیامِ الٰہی لائے تھے
وہ بن کے حق وصداقت کے داعی، آئے تھے

(۱۳۴) کِھلائے وعظ ونصیحت کے پھول، سب کے لیے
وہ لائے امن ووَفا کے اُصول، سب کے لیے

(۱۳۵) نبی، رسول میں، بَرتَر ہیں سیّدِ عربی — سبھی سے اعلیٰ ہیں حضرت محمدِ عربی

(۱۳۶) ملائکہ بھی خدا کے مُطیع، بندے ہیں — سَدا تلاشِ رضائے خدا میں رہتے ہیں

(۱۳۷) سبھی سے ان کا جُدا ہے لبادۂ فطرت — خدا نے مرد بنایا ہے اُن کو نہ عورت

(۱۳۸) کُتُب اُتاری ہیں، اللہ نے رسولوں پر — ہیں جن میں اہلِ جہاں کی ہدایتوں کے گُہر

(۱۳۹) وعید و وعدہ و اَمر و نہی، بیان کیے — اُصول جن میں، بحرفِ جلی بیان کیے

(۱۴۰) یہ ہے حقیقتِ معراج سیّدِ بَطحا — کہ خواب میں نہیں، بیداری میں گئے آقا

(۱۴۱) بجسم و جاں وہ گئے آسماں کی محفل میں — پھر اس کے بعد گئے، لامکاں کی منزل میں

(۱۴۲) وہاں وہاں پہ گئے مصطفیٰ، شبِ اِسرا — جہاں جہاں مرے پروَردگار نے چاہا

(۱۴۳) سنو بغَور! کراماتِ اولیاء حق ہیں — وہ ہیں نبی کی نبوّت کا آئینہ، حق ہیں

(۱۴۴) بطرزِ خارقِ عادات، ہوتی ہیں ظاہر — ولی سے جو بھی کرامات ہوتی ہیں ظاہر

(۱۴۵) کہ جیسے، طُولِ مسافت کو مختصر کرنا — ہَوا میں اُڑنا، سرِ آب بھی سفر کرنا

(۱۴۶) ظہورِ آب وطعام ولباس ہو جانا — گھڑی میں سَرد، ہر اک دل کی پیاس ہو جانا

(۱۴۷) وہ ان کے ساتھ، جمادات و جانور کا کلام — عَلاوہ اس کے، کئی اَور ان پہ ہیں اِنعام

(۱۴۸) ولی سے ہوتا ہے جتنی کرامتوں کا صُدور — وہ سب ہے اصل میں، اِعجازِ انبیاء کا ظُہور

(۱۴۹) یہ بات ہے کہ ولی، ہوگا اُمّتی جس کا — اُسی نبی سے یہ اِعجاز، منسلک ہوگا

(۱۵۰) ولی نہ کرتا جو اِقرار اُن کی عظمت کا — تو مل نہ پاتا اسے مرتبہ ولایت کا

(۱۵۱) ولی نہ بنتا تو کیسے کرامتیں ملتیں — خدا سے، اس کو کہاں ایسی قربتیں ملتیں

(۱۵۲) ولی کو ملتا ہے جو بھی کمال اور رُتبہ — وہ جلوہ ہوتا ہے بے شک نبی کی شوکت کا

(۱۵۳) نبی کے بعد، ہُوئے افضل اُلبشر، صدّیق — رسولِ پاک کے ہمراز و ہمسفر، صدّیق

(۱۵۴) پھر اس کے بعد عمر، یعنی صاحبِ الہام — کہ جن کی رائے کا شاہد ہُوا خدا کا کلام

(۱۵۵) بہت عظیم ہے عثماں کے جُود کا دریا — وہ جن سے آقا کی دو بیٹیوں کا عقد ہُوا

(۱۵۶) علیؑ پاک کا اِعزاز ہی نِرالا ہے — جنہیں حضور نے خود باپ بن کے پالا ہے

(۱۵۷) ہُوئے عظیم، یکے بعد دِیگرے چاروں — نبی کے فَیض سے ہیں یہ بہت بڑے چاروں

(۱۵۸) خلافتیں اِسی ترتیب سے ہُوئیں حاصل — زمانہ ان کے تدبُّر کا اَب بھی ہے قائل

(۱۵۹) رہا ہے تیس برس بَس، خلافتوں کا دَور — جو اس کے بعد ہے، وہ ہے اِمارتوں کا دَور

(۱۶۰) یہاں ہے کامل و اکمل، خلافتوں کی بات — تھی جن میں چاروں طرف، حق کی عظمتوں کی بات

(۱۶۱) صلاحِ قَوم کی خاطر، امیر لازم ہے — فروغِ دِیں کو حکیم و دبیر لازِم ہے

(۱۶۲) جو سَرحدوں کی حفاظت کا انتظام کرے — نفاذِ دِیں کرے، پیغامِ حق کو عام کرے

(۱۶۳) وہ مجرموں کو، خطاواروں کو سزائیں دے — وہ اہلِ قَوم سے صدقات بھی وصول کرے

(۱۶۴) کرے اِقامتِ عیدَین و جمعہ کی تدبیر — وہ غاصبین پہ، اور چوروں پر کرے تعزیر

(۱۶۵) تنازُعات ہوں باہم تو اُن کو نمٹائے — مُعاملات و مسائل کو بھی وہ سلجھائے

(۱۶۶) کسی کے حق میں نہ انصاف سے عدول کرے — مُعاملوں میں گواہی بھی وہ قبول کرے

(۱۶۷) کرائے قوم کے نابالغوں کی وہ شادی — یہ بات اُن کی ہے، جنکا ولی نہ ہو کوئی

(۱۶۸) کرے وہ مالِ غنیمت کو قوم میں تقسیم — ہو اُس کے ہاتھوں، ضروری اُمور کی تنظیم

(۱۶۹) چُھپی ہُوئی نہ ہو، ذاتِ امام ظاہر ہو — جہاں پہ قوم، مسائل کو لے کے حاضر ہو

(۱۷۰) ہر ایک مشکل و غم میں وہ ساتھ ہو سب کے — نہ یہ کہ قوم فقط اُس کا راستہ دیکھے

(۱۷۱) قریش ہی سے فقط، ہو امام کی نسبت — اس انتخاب کے پردے میں ہے بڑی حکمت

(۱۷۲) نہیں ہیں خاص، امامت میں ہاشمی، عَلَوی — بَس اتنا کافی ہے، اُن کا قبیلہ ہو قَرشی

(۱۷۳) وہ سب سے افضل و معصوم ہو، یہ شرط نہیں — مگر ہو کامل و مطلق ولایتوں کا امیں

(۱۷۴) ذَکی و بالغ و آزاد و مَرد اور مُسلِم — جرِی مدبّر و عادِل ہو دِین کا حاکم

(۱۷۵) نفاذِ حکمِ الٰہی پہ، اُس کو قدرت ہو — کہ حق کی پشت پناہی پہ اُس کو قدرت ہو

(۱۷۶) وہی، جو کر سکے اسلامی سلطنت کا بچاؤ — جو جانتا ہو حکومت کے سب اُتار چڑھاؤ

(۱۷۷) وہ ظالمین سے مظلوم کا دِلائے حق — پریشاں حال کا، مجبور کا بچائے حق

(۱۷۸) جفا و فِسق کے باعث، نہ ہو گا وہ معزول — کہ ہے سَلَف کی روایات سے یہی منقول

(۱۷۹) گناہ گار بھی ہو سکتا ہے امامِ نماز — اِمامت اُس کی، مع الفِسق بھی رکھے گی جَواز (۱)

(۱۸۰) کراہیت کا مگر حکم ہے ضرور اُس پر — امامِ کامل و اکمل ہی سب سے ہے بہتر

(۱۸۱) جنازہ سب کا پڑھیں گے، بُرا ہو یا کہ بَھلا — کسی مسلماں کو، یونہی نہ چھوڑا جائے گا

(۱۸۲) کریں نبی کے صحابہ کو خیر ہی سے یاد — ہے جن سے گلشنِ اسلام و سنیّت آباد

(۱۸۳) نبی کے سارے صحابہ، بہت عظیم و جلیل — وہ ہیں ہماری ہدایت کے ضامن اور کفیل

---

(۱) یعنی نماز کی فرضیت تو ذمّہ سے ساقط ہو جائے گی، لیکن اس کا اِعادہ واجب رہے گا۔

(۱۸۴) وہ دس صحابہ، جنہیں جنّتی نبی نے کہا — گواہی دیتے ہیں ہم، بے شک ایسا ہی ہو گا

(۱۸۵) جنہیں جنہیں بھی بشارت، رسولِ پاک نے دی — ہے ان کے واسطے جاگیر باغِ جنّت کی

(۱۸۶) کوئی سفر میں ہو، یا ہو حَضَر کی حالت میں — جَوازِ مسحِ علی الخُف ہے دونوں صورت میں

(۱۸۷) حرام کہتے نہیں ہم، جو ہے نبیذِ تمر — اگر نشہ ہو، تو ہے ناروا کا حکم اُس پر

(۱۸۸) جو انبیاء نے مقامِ عظیم ہے پایا — ولی کوئی بھی، وہاں تک کبھی نہ پہنچے گا

(۱۸۹) عمل ضروری ہے ہر ایک کو شریعت پر — حُدودِ امر و نہی سے، کوئی نہیں باہر

(۱۹۰) نُصوصِ دین و شریعت ہیں جتنے بھی منقول — وہ ہوں گے اپنے ظواہر پہ ہی سدا محمول

(۱۹۱) اگر خلاف پہ قطعی دلیل ہو کوئی — یہ ایک شق ہے، جو ظاہر سے ان کو پھیرے گی

(۱۹۲) علاوہ اِس کے، نہیں ہے عدول کی صورت — دِکھائی جس میں دے، حق کے حصول کی صورت

(۱۹۳) مَعانی وہ، کہ جو ہیں باطنیّہ کی اِیجاد — عدول ایسے مَعانی کی سمت، ہے اِلحاد

(۱۹۴) صریح نَص کو کرے جو بھی رَد، وہ ہے کافر — حلال سمجھے جو اعمالِ بد، وہ ہے کافر

(۱۹۵) یہاں مراد بدی سے، حرامِ قطعی لے — کہ جس میں آئی ہو حُرمت، دلیلِ قطعی سے

(۱۹۶) گناہِ قطعی کو ہلکا سمجھنا بھی ہے کُفر — اصولِ شرع کا اِستہزاء کرنا بھی ہے کُفر

(۱۹۷) خدا کے رحم سے مایوسی، کفر ہے بے شک — عذابِ مولیٰ سے بے خَوفی، کفر ہے بے شک

(۱۹۸) کریں نجومی و کاہن جو غیب کا دعویٰ — ہے ایسی بات کی تصدیق، کُفر کا رستہ

(۱۹۹) پکارا جائے گا مَعدوم کو نہ شَے کہہ کر — کہ شَے کا ہوتا ہے اِطلاق اَمرِ ثابت پر

(۲۰۰) عدم جو ہے، وہ کسی ایسی شَے کا نام نہیں — کہ دوسروں کی طرح اس کا ہو وُجود کہیں

(۲۰۱) دعاوصدقہ جو مُردوں کے حق میں ہوتا ہے
تو اُس سے مُردوں کو نفع وثواب ملتا ہے

(۲۰۲) قبول کرتا ہے اللہ، اِلتجاؤں کو
وہ پوری کرتا ہے، حاجات کو، دعاؤں کو

(۲۰۳) علامتیں جو بتائیں نبی نے مَحشر کی
بَصد یقیں، وہ ہیں ساری نشانیاں سچّی

(۲۰۴) کہ جیسے دابّۃ الارض کا نکلنا ہے
فلک سے حضرتِ عیسیٰ کا جو اُترنا ہے

(۲۰۵) اسی نشانی میں دَجّال کا خُروج آیا
طُلوعِ شمس بھی مغرب کی سمت سے ہوگا

(۲۰۶) کہا گیا جنہیں یاجُوج اور جنہیں ماجُوج
یہ دونوں قومیں، کریں گی قریبِ حَشر خُروج

(۲۰۷) کبھی مُصیب، کبھی خاطی، مجتہد ہوں گے
مگر وہ پائیں گے اجر وثواب کے حصّے

(۲۰۸) درست رائے پہ دو، اور خطا پہ ایک جزا
کہ قصدِ خیر، کبھی رائگاں نہیں جاتا

(۲۰۹) جہانِ اِنس میں جیسے ہوا، رُسُل کا نُزول
اِسی طرح سے فرشتوں میں بھی ہُوئے ہیں رَسول

(۲۱۰) ہُوئے رسولِ بشر، افضل از رسولِ مَلک
یہ ہے نظامِ زمیں، اور وہ ہے نظامِ فلک

(۲۱۱) مَلک میں جن کو رِسالت کا ہے ملا اعزاز
وہ عام فردِ بَشر سے ہیں افضل وممتاز

(۲۱۲) عوامِ ناس، عوامِ مَلک سے ہیں بَرتَر
ہے یہ عقیدہ، رہِ مستقیم کا رَہبر

(۲۱۳) خدا کے فضل سے یہ ترجمہ ہوا پورا
سراپا شکر ہے میرے جگر کا مَعمورہ

(۲۱۴) جو ہے درست، وہ اللہ کی عطا سے ہے
غلط جو ہے وہ مری بھول اور خطا سے ہے

(۲۱۵) کرم رُدَولی کے مخدومِ پاک کا پایا
ملا ہے نسبتِ بابا فرید کا صدقہ

(۲۱۶) بفیضِ حافظِ ملّت حیات چمکی ہے
کہ جاں، شمیمۂ باغِ ہنر سے مہکی ہے

(۲۱۷) اساتذہ سے ہُنر کا جمال پایا ہے
اُنھی سے گلشنِ فن میں نکھار آیا ہے

(۲۱۸) مجھے بزرگوں نے یہ جلوۂ سخن بخشا رضا کی چشمِ کرم نے عُروجِ فَن بخشا

(۲۱۹) مِری چمک میں ہیں ماں باپ کی دعا کے گُہر مِرے ہُنر میں ہے فیضانِ حضرتِ سَرور [1]

(۲۲۰) لکھا یہ، حضرت اسلم رضا [2] کی خواہش پر جو ہیں علومِ شریعت کے عالِم و رَہبر

(۲۲۱) مِرے لکھے ہُوئے، شعروں کو عام فرمادے! الٰہی، فکرِ فریدی کو تام فرما دے!

تکمیلِ ترجمہ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۹ھ یومِ عرسِ رضا

۱۵ نومبر ۲۰۱۷ء بروز چہار شنبہ

---

(۱) ولیٔ کامل، رئیس الشعراء، فنافی الرسول، حضرت بابا سرور شاہ تاجی علیہ الرحمۃ (متوفّٰی ۱۹۷۲ء) صحرائی، ناگپور، مہاراشٹر، انڈیا۔

(۲) حسبِ حکم: مفکرِ اہلِ سنّت، ادیب العصر، حضرت مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، سرکاری اِفتاء سینٹر ابوظبی - متحدہ عرب اِمارات۔

محتوَيات

خاتمه

محتوَيات

بعض إصدارات دار أهل السنّة

من محقّقات المفتي محمّد أسلم رضا الشّيواني المَيمني حفظه الله

١. شرح عقود رسم المفتي: للإمام ابن عابدين الشّامي (ت١٢٥٢هـ)، محقّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثانياً ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م. وثالثاً من "دار الصالح" القاهرة، ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢. أجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثانياً ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م. وثالثاً من "دار الصالح" القاهرة، ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣. الفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديث فهو مذهبي: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثانياً ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م. وثالثاً من "دار الصالح" القاهرة، ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٤. جدّ الممتار على ردّ المحتار: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ) (سبع مجلّدات) محقّقة، طبعت من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

٥. حياة الإمام أحمد رضا: للمفتي محمد أسلم رضا الشِّيواني، وهي رسالة مختصرة في سيرة الإمام من حيث صلة الإمام مع علماء العرب، محقَّقة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٦. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: للمفتي محمد أسلم رضا الشِّيواني، محقَّقة (بالأردية)، طبعت أوّلاً من "مكتبة بركات المدينة" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م. وثانياً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م.

٧. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، (بالعربية) طبعت محقَّقة أوّلاً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م. وثانياً معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثالثاً من "دار الإحسان" القاهرة ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٨. إقامة القيامة على طاعِن القيام لنبي تهامة (بالأرديّة): للإمام أحمد رضا ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٩. حسام الحرَمَين على منحر الكفر والمَين: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "مؤسسة الرضا" لاهور ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

١٠. جليُّ الصَّوْت لنَهي الدَّعْوة أمَامَ الموْت (بالأرديّة): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ).

١١. مقدّمة الجامع الرّضوي في اعتبار الحديث الضعيف: لملك العلماء المحدِّث المفتي ظفر الدّين البِهاري، طبعت محقَّقة أوّلاً من "دار أهل السنّة" كراتشي ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م. وثانياً معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م. وثالثاً من "دار الإحسان" القاهرة ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

١٢. مُعارف رضا المجلّة السنوية العربيّة ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م (العدد السّادس)، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي.

١٣. رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومؤاساة الفقراء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٤. أعجب الإمداد في مكفِّرات حقوق العباد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٥. صفائح اللُجَين في كون تصافُح بكفَّي اليدَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة، مترجمة بالعربية، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٦. أنوار المنّان في توحيد القرآن: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ)، المترجِم بالأردية: مفتي الديار الهندية الشيخ أختر رضا خانْ الأزهري، محقَّقة ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٧. إذاقة الأثام لمانعِي عملِ المولد والقيام (بالأردية): للعلاّمة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، طبعت محقَّقة أوّلاً ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م. وثانياً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م.

١٨. أصول الرَّشاد لقمع مَباني الفساد (بالأردية): للعلاّمة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، محقَّقة ١٤٣٠هـ/ ٢٠٠٩م.

١٩. قوارع القهّار على المجسّمة الفجّار: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ)، المترجِم بالعربية: مفتي الديار الهندية الشيخ

أختر رضا خانْ الأزهري، محقَّقة، طبعت من "دار المقطّم" القاهرة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

٢٠. المعتقد المنتقَد: للإمام فضل الرّسول القادري البَدَايُوني (ت١٢٨٩هـ) مع حاشية قيّمة مسمّاة: المعتمَد المستند بناء نجاة الأبد: للإمام أحمد رضا (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م، وثانياً من "دار الكتب العلمية" بيروت، ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢١. قواعد أصولية لفهم الآيات القرآنية والأحاديث النبويّة (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات): للمفتي محمد أسلم رضا الشِّيواني المَيمني، محقَّقة، طبعت أوّلاً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٧هـ/ ٢٠١٦م. وثانياً من "دار الصّالح" القاهرة، ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢٢. العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، الطبعة الأولى، محقَّقة (٢٢ مجلداً بالأوردية).

٢٣. الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٢٤. الظَفر لقول زُفر: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.
٢٥. شمائم العنبر في أدب النداء أمام المنبر: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.
٢٦. صيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.
٢٧. الجبل الثانوي على كلية التهانوي: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.
٢٨. كفل الفقيه الفاهِم في أحكام قرطاس الدراهم: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.
٢٩. هاديُ الأضحية بالشاه الهندية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣٠. الصافية الموحية لحكم جلود الأضحية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/٢٠١٨م.

٣١. الكشف شافيا حكم فونوجرافيا: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/٢٠١٨م.

٣٢. الزُّلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣٣. القول النجيح لإحقاق الحقّ الصريح مع حاشية السعي المشكور في إبداء الحقّ المهجور: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت من "دار الإحسان" القاهرة مصر ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣٤. نظم العقائد النسفية: للشّيخ إبراهيم الحمدُو العمر الحلَبي، طبع أولاً من "دار الصالح" القاهرة مصر ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م. وثانياً من "دار أهل السنّة" كرتشي ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣٥. نظم العقائد النسفية (أردو): للشيخ محمد سليمان الفريدي المصباحي الهندي، طبع أولاً من "دار أهل السنّة" كرتشي ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٣٦. كنز الإيمان ترجمة القرآن مع تفسير خزائن العرفان: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، وللصدر الأفاضل السيّد نعيم الدين مرادآبادي (ت١٣٦٧هـ)، من "دار أهل السنّة" كرتشي ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

سيصدر بعَون الله تعالى من دار أهل السنّة

١. وفتاوى الحرمَين برَجف ندوة المين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقّقة.

٢. الدَّولة المكّية بالمادّة الغَيبيّة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٣. إنباء الحي أنّ كلامَه المصونَ تبيانٌ لكلّ شيء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقّقة.

٤. الأمن والعُلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء (مترجَم بالعربية): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٥. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين (مترجَم بالعربية): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٦. أزهار الأنوار من صبا صلاة الأسرار: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٧. تحقيقات إمام علم وفن: للعلاّمة الشيخ خواجه مظفّر حسَين الرّضوي (بالأوردية)، محقَّقة.

٨. مجموعة تعليقات الإمام أحمد رضا على الكتب المتداولة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، محقَّقة.

٩. عقائد ومسائل أهل السنّة والجماعة، محقَّقة (بالأردية): للشيخ المفتي محمد أسلم رضا الشِّيواني.

١٠. باب العقائد والكلام (بالأردية): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقّق.

١١. تلخيص الفتاوى الرضوية (بالأردية): محقّق (خمس مجلّدات).









ISBN 978-969-7833-00-9